هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

# فاروق

## تحریک جدید کا اخبار
## قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی
سالانہ ہندوستان۔ معاونین۔ عام خریداران۔ ششماہی [illegible]
قیمت فی پرچہ ایک آنہ [illegible]

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۳۹ء | نمبر ۱۰

## دارالامان کا ہفتہ

(۱) ۱۲ مارچ سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت ہفتہ زیر اشاعت میں بفضلہٖ تعالیٰ اچھی رہی۔ ۱۰ مارچ کو خفیف سی حرارت رہی۔ اب آرام ہے۔ الحمد للہ۔

(۲) سیدۃ النساء حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت بدستور ناساز ہے۔ دعائے صحت و درازیٔ عمر کی جائے۔

(۳) تعلیم الاسلام ہائی سکول و نصرت گرلز ہائی سکول کے طلباء و طالبات کا میٹرک کا امتحان شروع ہے۔ گردونواح کے طلباء بھی امتحان دینے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ احباب سب کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

(۴) مکرمی شیخ غلام حیدر صاحب گڑھی شاہو کے دو لڑکے شیخ غلام محمد صاحب ایف۔ اے فسٹ ایر کا اور شیخ مہدی حسین انٹرنس کا امتحان دے رہے ہیں۔ ان کی کامیابی کے لئے بھی احباب سے درخواست دعا ہے۔

(۵) ۱۲ مارچ۔ یوم تبلیغ کے لئے مرکز کے تمام دفاتر اور سکول بند رہے۔ احباب دارالامان دیہات نواحی میں غیر مسلم اصحاب کو تبلیغ کے لئے صبح روانہ ہوئے۔ اور شام کو بخیریت واپس آ گئے۔

## تحریک جدید سال پنجم میں بیرون ہند کی جماعتوں اور افراد کے قابل تعریف وعدے

ذیل میں بیرون ہند کی جماعتوں اور افراد کے شاندار وعدے اس لئے دیئے جا رہے ہیں۔ کہ وہ جماعتیں اور افراد جن کے وعدے نہیں آئے۔ وہ بھی اپنے وعدوں کو اپنے امام کے حضور گذشتہ سال سے اضافہ کے ساتھ پیش کرتے ہوئے سابقون الاولون میں شامل ہونے کی کوشش فرماویں۔

جماعت نیروبی کے وعدے کا اکثر حصہ ایسا ہے جو سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ ۱۸ نومبر ۱۹۳۸ء پہنچنے سے قبل لیا گیا تھا۔ اور اکثر احباب نے اس میں سال چہارم کے برابر حصہ لیا تھا۔ چونکہ اب خطبہ پہنچ چکا ہوگا۔ اور اس کے بعد کے خطبات بھی مل گئے ہوں گے۔ اسلئے جو احباب سابقون الاولون میں آنے کے لئے چاہتے ہوں۔ کہ اب وہ اضافہ کر لیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ اب اضافوں کی فہرست بھی ارسال فرماویں۔ اور وہ احباب جو رہتے ہوں ان کے وعدہ کی فہرست بھی ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔

جماعت مگاڈی کا وعدہ ڈاکٹر محمد شاہ نواز خان صاحب کا دس فی صدی اضافہ سے ہے اور ڈاکٹر بدر الدین احمد صاحب اور ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کا بھی سال چہارم سے اضافہ سے ہے۔

جماعت کمپالہ میں بابو محمد امین صاحب کا وعدہ 220 شلنگ دس فی صدی اضافہ سے ہے اور ڈاکٹر لعل الدین احمد صاحب کا وعدہ 610 شلنگ سال چہارم سے قریباً ڈیوڑھا۔ اور بھائی محمد اکرم صاحب 351 شلنگ کا گذشتہ سے ڈبل۔ چودھری چراغ الدین صاحب 60 شلنگ کا گذشتہ سے دگنا۔ بھائی محمد حسین صاحب کا وعدہ 175 کا چالیس فی صدی اضافہ۔ اہلیہ ڈاکٹر لعل الدین صاحب کا وعدہ ۱۰۰ شلنگ کا ڈبل ہے۔ اور غلام حیدر صاحب 20۔ سید امتیاز احمد صاحب 20۔ چودھری عبد الرحمٰن صاحب 16، چودھری محمد یوسف صاحب 60۔ بھائی محمد علی صاحب 50۔ بھائی محمد امین صاحب 150، نذیر احمد صاحب کھوکھر کا وعدہ 50 شلنگ کے ہیں۔ گذشتہ سال جماعت کمپالہ کا وعدہ 982 ½ شلنگ کا تھا۔ سال پنجم میں 1690 جو بہ حیثیت جماعت بہتر فی صدی اضافہ سے ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

ڈاکٹر عبد الغنی خان صاحب کرک زنجبار نے باوجود ملازمت سے ریٹائر ہونے کے سال چہارم سے زیادہ کا وعدہ کیا۔ اور بھائی محمد عبد اللہ صاحب کا ۶۰/- شلنگ کا ہے۔

جماعت ممباسہ۔ چودھری مختار احمد صاحب ایاز 131۔ بابو محمد عالم معہ اہلیہ و محمد افضل صاحبان 791۔ شیخ صالح محمد صاحب معہ اہلیہ 35۔ الٰہ دتا صاحب گنائی 225۔ بھائی غلام صدیق صاحب بٹ 35۔ حاجی عبد الغنی صاحب 21۔ ڈاکٹر حبیب اللہ خان صاحب 106۔ بھائی عبد السلام صاحب 51۔ نذیر احمد صاحب ۱۵۔ تراب علی صاحب 40۔ دین محمد صاحب بٹ ۱۰ شلنگ کے وعدے ہیں۔ جو گذشتہ سال سے اضافے کے ساتھ ہیں۔

جماعت ہانگ کانگ۔ جماعت کا وعدہ گذشتہ سال 152 روپیہ کا تھا۔ سال پنجم میں 321 روپیہ کا بہ تفصیل ذیل ہے

مولوی محمد اسحاق صاحب مبلغ 40۔ سید محمد یوسف صاحب 40۔ جمعہ خان صاحب 35۔ غلام احمد صاحب 20۔ فیروز خان صاحب 15۔ ظفر الحسن صاحب 15۔ محمود احمد صاحب چینی 5۔ غلام حیدر صاحب 6۔ شیخ مولوی عبد الواحد صاحب مبلغ 61،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر لطیف احمد صاحب 80 - چودھری مہر خاں صاحب 5 - اے - ایچ جان صاحب سپروائیزر افریقہ سال چہارم میں وعدہ 300 اور سال پنجم میں 360 شلنگ ہے۔ جو بیس فی صدی اضافہ سے ہے۔

ڈاکٹر احمد الدین صاحب دارالسلام حال قادیان۔ آپ نے سال چہارم میں 325 اور سال پنجم میں 330 شلنگ کا کیا۔ اور آپ سال اول میں بوجہ سفر وغیرہ نہیں شامل ہو سکے تھے۔ اب سال اول کے لئے 50 شلنگ کا وعدہ ہے۔ آپ 380 شلنگ اس سال میں ادا فرمادیں گے۔

صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم۔ اے مبلغ امریکہ 155 روپے معہ اہلیہ صاحبہ۔ یہ وعدہ سال گذشتہ سے اضافہ کے ساتھ ہے مولوی جلال الدین صاحب شمس دو پونڈ جو ادا کر دیئے گذشتہ سال سے اضافہ ہے۔

شیخ حبیب اللہ صاحب ایران معہ اہلیہ 165 روپیہ۔ گذشتہ سال کے برابر۔

بابو محمد عبد اللہ صاحب اور سیر ایران 60 روپیہ گذشتہ سال سے اضافہ سے ہے۔

کپتان ڈاکٹر محمد عطاء اللہ صاحب لنڈن 360 روپیہ گذشتہ سال سے اضافہ کے ساتھ ہے۔ ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب ایران 165 روپیہ۔ یہ رقم آپ نے نقد وعدہ کے ساتھ ہی ارسال کر دی۔ جو گذشتہ سال سے زیادہ ہے۔ ڈاکٹر عبد الغفور صاحب جاوا 13 روپیہ گذشتہ سال سے اضافہ۔

شیخ مبارک علی صاحب مرچنٹ کوماسی افریقہ 500 شلنگ سال چہارم کے برابر۔ اس کے علاوہ لکھا ہے۔ کہ میں نے سال اول۔ دوم۔ سوم میں حصہ نہیں لیا۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے رعایت کر کے اجازت فرما دی ہے۔ کہ جو لوگ گذشتہ سالوں میں نہیں دے سکے۔ وہ اب دیگر شامل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے خاکسار پہلے تین سال کا 300 شلنگ بھی ادا کریگا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

بیرون ہند کے وہ احباب جو گذشتہ کسی سال میں شامل نہیں ہو سکے۔ ان کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے گذشتہ سالوں میں بھی اب سال پنجم کے ساتھ وعدہ کر کے شامل ہو جائیں۔ کیونکہ تحریک جدید میں شامل ہونے والوں کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ہر سال میں شمولیت ہو۔ جن کی رقم کسی ایک سال میں وصول نہ ہوئی ہوگی۔ ان کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پانچہزار سپاہیوں والی فوج میں شامل نہ ہو سکے گا۔ اس لئے وہ دوست جو تڑپ رکھتے ہیں۔ کہ وہ حضور کی اس فوج میں داخل ہوں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ اگر ان کے سال اول۔ دوم۔ سوم اور سال چہارم میں سے کسی ایک سال میں یا دو سال میں یا تین سال میں شمولیت نہیں تو اب سال پنجم کے ساتھ وعدہ کر کے اسے ادا کر لیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچ ہزار والی ایسی فوج میں وہی شامل ہو سکیں گے۔ اور انہی کے نام مرکز میں جو اہم لائبریری قائم کی جاوے گی۔ اس کے ہال میں لکھے جاویں گے۔ جو دسوں سال تک متواتر اپنا وعدہ سو فی صدی پورا کرتے چلے جائیں گے۔ پس سال پنجم کے ساتھ گذشتہ سالوں کا وعدہ بھی کر لینے کی اجازت ہے۔ جسے وہ سال پنجم کے ساتھ ادا کر دیں۔ یا کچھ حصہ آئندہ سال میں دے دیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی عرض کرنا مناسب ہے۔ کہ جن احباب نے کسی غلط فہمی سے سال چہارم کے برابر چندہ دیا ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ اگر چاہیں۔ تو کچھ اضافہ کر کے "سابقون اولون" میں شامل ہو جائیں۔ کیونکہ اضافہ کے لئے کوئی رقم معین نہیں ہے۔ ایک پیسہ کا اضافہ بھی اضافہ ہے۔ جیسا کہ اس کے متعلق الگ اسی پرچہ میں تفصیل سے لکھا جا چکا ہے۔

ہندوستان سے بہت سے احباب ہیں۔ جنہوں نے تحریک جدید کا چندہ دس سال کا یکمشت ادا کر دیا ہے۔ بعض ان میں ایسے ہیں۔ جنہوں نے سمجھا۔ کہ خدا جانے آئندہ موقعہ اس تحریک میں شامل ہونے کا ہو۔ یا نہ۔ کیونکہ زندگی کا اعتبار نہیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ ہم فوت ہو جائیں۔ اور اس میں شمولیت نہ ہو۔ اس لئے انہوں نے دس سال کا چندہ یکمشت پہلے ہی داخل کر دیا ہے۔

سماٹرا سے مولوی ابوبکر ایوب صاحب مولوی فاضل پاڈنگ سے اپنی خالہ صاحبہ کی طرف سے دس سال کا چندہ بھیجتے ہوئے حضرت کے حضور لکھتے ہیں:۔

گذشتہ ایام میں جب بندہ کی خالہ صاحبہ محترمہ رنجاؔ (جن کا اصلی نام مریم ہے) تقریباً بیس روز بیمار رہیں۔ ایک دن انہوں نے خاکسار کی غیر حاضری میں اپنے بھائی (خاکسار کے ماموں) کو کہا۔ کہ مجھے کچھ روپیہ کی ضرورت ہے۔ میری فلاں زمین گرو رکھ کر ایک سو گولڈن لادیں۔ ان کے بھائی نے کہا۔ کہ آپ کو کیا ضرورت ہے۔ خالہ صاحبہ نے جواب دیا۔ پہلے روپیہ لادیں پھر بتاؤں گی۔ ان کے بھائی صاحب نے روپیہ کی کوشش کی۔ مگر کسی شخص نے ان کو شبہ ڈالا۔ کہ آپ کی ہمشیرہ روپیہ اسلئے مانگتی ہے۔ کہ اپنے خاوند کو روپیہ دے دے۔ اس پر ان کے بھائی ان سے بدظن ہو گئے۔ اور انہوں نے کوشش چھوڑ دی۔ کہ ان کو ایسی حالت میں روپیہ اپنے خاوند کو دینے کی کیا سوجھی غالباً ان کے خاوند نے یہ ترغیب دی ہوگی۔ خاکسار کو جب اس کا علم ہؤا۔ تو اپنی خالہ صاحبہ سے ان کے خاوند کے روبرو دریافت کیا۔ کہ میری غرض یہ ہے۔ کہ میرا یہ روپیہ سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور قادیان بھیج دو۔ کہ حضور کسی ایسی جگہ لگا دیں۔ جو صدقہ جاریہ کا کام دے۔ مثلاً تعمیر مسجد میں۔ خاکسار نے کہا۔ کہ آپ کو مبارک ہو۔ یہ نیک ارادہ ہے۔ اس کے بعد بندہ نے کہا۔ بے شک آپ کا ارادہ کسی مسجد کی تعمیر میں لگانے کا تھا۔ مگر چونکہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کے لئے زیادہ رقم دینے کی تحریک نہیں فرمائی۔ اگر آپ پسند کریں۔ کچھ مسجد کے لئے کچھ تحریک جدید کے لئے۔ کچھ خلافت فنڈ کے لئے دے دیا جائے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ جہاں مناسب ہو۔ لگا دیا جائے۔ میری غرض صدقہ جاریہ میں دینے کی ہے۔ اس پر متواتر ایک حصہ قابل کاشت زمین کا گرو کرنے کی کوشش کی گئی۔ مگر چونکہ ملک میں عام طور پر مالی تنگی ہے۔ اور روپیہ بہت مشکل سے دستیاب ہوتا ہے۔ اس لئے زمین رہن نہ ہو سکی۔ خالہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ میری بھینس ہے۔ اسے فروخت کر دیا جائے۔ چنانچہ ان کی بھینس ستاون گولڈن میں فروخت کر دی گئی۔ اس میں سے سات گولڈن ان کے اخراجات کے لئے رکھ کر باقی پچاس گولڈن جو ستر روپیہ کے برابر ہیں۔ حضور ایدہ اللہ کے حضور میں ارسال ہیں۔ درخواست یہ ہے۔ کہ چھپن روپیہ آٹھ آنہ تحریک جدید میں خالہ صاحبہ کی طرف سے اس تفصیل سے حضور منظور فرما دیں:۔

سال اول پانچ روپیہ۔ سال دوئم پانچ روپیہ دو آنہ۔ سال سوم پانچ روپیہ چار آنہ۔ سال چہارم پانچ روپے چھ آنہ۔ سال پنجم پانچ روپیہ آٹھ آنہ۔ سال ششم پانچ روپیہ دس آنہ۔ سال ہفتم پانچ روپیہ بارہ آنہ۔ سال ہشتم پانچ روپیہ چودہ آنہ۔ سال نہم چھ روپیہ سال دہم سات روپیہ۔ باقی تیرہ روپیہ آٹھ آنہ خلافت جوبلی فنڈ۔ توسیع مسجد مبارک و مسجد اقصیٰ میں صرف ہوں۔ بقیہ پچاس گولڈن پھر ارسال ہوں گے۔ وہ حضور جہاں چاہیں۔ صرف فرمائیں۔ جزاہا اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالےٰ آپ کے اخلاص کو قبول فرماوے۔ اور اپنے فضلوں اور رحمتوں سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین۔

بیرون ہند کی وہ جماعتیں اور افراد جن کے وعدے اب تک موصول نہیں ہوئے۔ ان کو اپنے وعدے ۳۰؍ اپریل ۱۹۳۹ء تک بھیجنے کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جس خط پر یکم مئی کی مقامی ڈاکخانہ کی مہر ہوگی۔ وہی وعدے حضور قبول فرماوینگے۔ اس لئے جہاں تک جلد ممکن ہو۔ اپنے وعدے ارسال کرنے چاہئیں۔ اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے۔ والسلام۔

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید۔

## احباب جماعتہائے بیرون ہند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تحریک جدید کا اخبار فاروق آپ کی خدمت میں ارسال ہے۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ نے جلسہ سالانہ دسمبر ۳۸ء پر اخبار فاروق کے متعلق زبردست تحریک فرما کر ارشاد فرمایا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اخبار فاروق کو تحریک جدید کا پرچہ بنایا جائے۔ اور اسکا چندہ اندرون ہند صرف دو روپیہ آٹھ آنہ اور بیرون ہند پانچروپیہ سالانہ مقرر کر دیا جائے تاکہ ایک سستا اخبار جماعت [illegible] سے پھیل جائے۔ اور وہ تمام احمدی افراد جو الفضل نہیں خریدتے فاروق خرید کر حضور کے خطبات اور سلسلہ کے حالات اور تحریک جدید کی خبروں سے واقف ہوتے رہیں۔ پس آپ خود بھی خریدار بن جائیں اور دیگر احباب کو بھی تحریک کر کے حضور کی خوشنودی کا ثواب حاصل کریں۔ پانچ روپیہ سالانہ یا ۸ شلنگ چندہ نہایت قلیل ہے جو پیشگی آنا چاہیئے امید ہے۔ کہ آپ بہت جلد خریداری منظور فرما کر ثواب حاصل کریں گے۔

(مینیجر فاروق قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۳۹ء | نمبر ۱۰

## خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۳۹ء

# خدام الاحمدیہ کے پروگرام میں چند باتوں کا اضافہ

### فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے پچھلے خطبہ میں اس امر کا ذکر کیا تھا۔ کہ خدام الاحمدیہ جیسی جماعت کا وجود ایک نہایت ہی ضروری اور اہم کام ہے۔ اور نوجوانوں کی درستی اور اصلاح اور ان کا نیک کاموں میں تسلسل ایک ایسی بات ہے۔ جسے کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ میں نے بتایا تھا۔ کہ مستورات کی اصلاح کے لئے

**لجنہ اماء اللہ کا قیام**

اور مردوں کی اصلاح کے لئے خدام الاحمدیہ کا قیام گویا دونوں ہی قومی تحریک کے دو بازو ہیں۔ اور تربیت کی تکمیل کے لئے نہایت ضروری امور میں سے ہیں۔ میں نے خدام الاحمدیہ کو توجہ دلائی تھی۔ کہ ان کو اپنے کام ایک پروگرام کے ماتحت کرنے چاہئیں۔ یہ نہیں۔ کہ بغیر پروگرام کے کام کرتے رہیں۔ کیونکہ اس طرح بغیر پروگرام کے کام کرنے سے چنداں فائدہ نہیں ہوتا۔

آج میں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ خدام الاحمدیہ کو اپنے قریب مستقبل میں اور بعید میں بھی

**بعض باتیں**

اپنے پروگرام میں شامل کرنی چاہئیں۔ ممکن ہے۔ ان کے سوا بعد میں بعض اور باتیں بھی شامل ہوتی جائیں۔ لیکن مستقبل قریب میں انہیں مندرجہ ذیل باتوں پر خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ ان میں سے بعض تو ایسی ہیں۔ کہ وہ ہمیشہ ہی ان کے کام کے ساتھ وابستہ رہنی چاہئیں۔ اور بعض ایسی ہیں۔ جو مختلف زمانوں میں مختلف شکلیں بدل سکتی ہیں۔ ان کے

**فرائض میں سے پہلا فرض**

یہ ہونا چاہیئے۔ کہ اپنے ممبروں میں قومی روح پیدا کریں۔

"قوم" کا لفظ آج کل اتنا بدنام ہو چکا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس سے چڑ جایا کرتے تھے۔ جب کوئی شخص آپ کے سامنے کہتا۔ کہ "ہماری قوم" تو آپ فرماتے۔ کہ "ہماری قوم" کیا ہوتی ہے۔

**"ہمارا مذہب"**

کہنا چاہیئے۔ لیکن درحقیقت بات یہ ہے۔ کہ جہاں یہ لفظ نسلی امتیاز پر دلالت کرتا ہے۔ وہاں مذہبی امتیاز پر بھی دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ خود قرآن کریم میں بھی اسکی مثال موجود ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا اعتراض بوجہ اس غلط استعمال کے تھا۔ جو آج کل اس لفظ کا ہو رہا ہے۔ اور جب کسی لفظ کا اس طرح غلط استعمال عام ہو جائے۔ تو بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب قوم کا لفظ

**نسلی یا سیاسی جتھے**

کے معنوں میں استعمال ہونے لگے۔ اور مذہب کا جتھہ اس سے مراد نہ ہو۔ تو اس کا یہ استعمال قابل اعتراض ہے۔ کیونکہ دنیا میں اسلام کی غرض یہ ہے۔ کہ تمام سیاسی۔ نسلی اور اقتصادی جتھوں کو مٹادے۔ اور بنی نوع انسان میں

**ایک عام اخوت**

کی تعلیم رائج کرے۔ پس اس لفظ کے غلط استعمال کی وجہ سے اگر کبھی اس لفظ کو استعمال سے خارج کر دیا جائے۔ تو یہ کوئی بری بات نہیں۔ لیکن اپنے وسیع معنوں میں یہ لفظ برا نہیں۔

غرض خدام الاحمدیہ کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ قومی اور ملی روح کا پیدا کرنا اس کے ابتدائی اصول میں سے ہے۔ اس سال جلسہ سالانہ پر میں نے جو تقریر کی تھی۔ اس میں یہ بتایا تھا۔ کہ

**نبوت کی پہلی غرض**

ملی روح کا پیدا کرنا تھا۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت اور شریعت کا مرکزی نقطہ ملی روح کا پیدا کرنا ہی تھا۔ اس وقت لوگ گناہ سے واقف نہ تھے۔ اور نہ ہی ثواب کی زیادہ راہیں ابھی تک کھلی تھیں۔ اس وقت حضرت آدم کی نبوت کی غرض یہی تھی۔ کہ تعاون کی روح جو ایک حد تک ابھر چکی تھی۔ اسے مکمل کریں۔ اور اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ ملی روح کا سبق وہ سبق ہے۔ جو ہمارے پہلے روحانی باپ نے دیا۔ اور

**سب سے پہلا الہام**

جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوا۔ وہ ملی روح کے لئے ہی تھا۔ یعنی یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ۔ اے آدم تو اور تیرے ساتھی جنت میں رہو۔ یعنی اکٹھے مل کر تعاون کے ساتھ رہو۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی جھگڑا نہ کرو۔

**زوج کے معنی**

بیوی کے بھی ہوتے ہیں۔ مگر ساتھی کے معنوں میں بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں جہاں یہ لفظ بیوی کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ وہاں کئی الہام ایسے ہیں۔ جن میں یہ جماعت کے معنوں میں آیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات دراصل

**قرآن کریم کی تفسیر**

ہیں۔ اور الفاظ قرآنی کے جو معنی اس زمانہ میں مخفی تھے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کے الہامات میں ان کا استعمال کر کے وہ معانی ظاہر فرما دیئے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص آپ کے الہامات کا مطالعہ کرتا رہے۔ تو قرآن کریم کی تفسیر میں اس کا علم بہت وسیع ہو سکتا ہے۔ اور آپ کے الہاموں میں زوج کا لفظ دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ کہیں اس کے معنے بیوی کے ہیں۔ اور کہیں مخلص جماعت کے۔ اور زوج کے معنوں میں یہ امتیاز معلوم کرنے کے بعد جب اسے قرآن کریم کی اس آیت پر چسپاں کریں۔ تو وسیع مطالب کھل جاتے ہیں۔ غرض یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے۔ کہ آدم اور اس کی بیوی جنت میں رہیں۔ مگر اس کے ایک معنی یہ بھی ہیں۔ کہ آدم اور اس کے مخلص صحابی ایک جگہ مل کر رہیں۔ اور محبت سے رہیں۔ تعاون کا مفہوم جنت کے لفظ سے نکلتا ہے۔

**جنت کی تشریح**

اسلام نے یہ کی ہے۔ کہ دلوں سے کینہ و بغض نکال دیا جائے گا۔ اور جب یہ حکم ہو۔ کہ جنت میں رہو۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ اپنی زندگی میں جنت کی کیفیات پیدا کرو۔ اور باہم تعاون کے ساتھ رہو۔ ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی جھگڑا اور گالی گلوچ سے بچو۔ جماعتی نظام کو نمایاں کرو۔ اور شخصی وجود کو اس کے تابع رکھو۔ اور دراصل اس کے بغیر حقیقی تعاون کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ حقیقی تعاون کے لئے یہ اشد ضروری ہے۔ کہ انسان

**شخصی آزادی کو قربان**

کر دے۔ دو شخص اکٹھے چل رہے ہیں۔ ایک تیز چلنے والا ہے۔ اور دوسرا کمزور۔ اب دونوں کے اکٹھا چلنے کی صورت یہی ہو سکتی ہے۔ کہ تیز چلنے والا اپنی رفتار کو کم کر دے۔ اور آہستہ چلنے لگے۔ کیونکہ کمزور تو تیز نہیں چل سکتا۔ ایک بوڑھا جو لاٹھی ٹیک کر چلتا ہے۔ اور ایک تیز چلنے والا نوجوان اکٹھے چلیں۔ اور بوڑھا یہ امید رکھے۔ کہ نوجوان آہستہ چلے۔ اور نوجوان یہ کہ بوڑھا تیز چلے۔ تا دونوں اکٹھے چل سکیں۔ تو تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ دونو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں سے کس کی امید جائز سمجھی جائیگی۔ یقیناً بوڑھے کی۔ کیونکہ بوڑھا اگر کوشش بھی کرے۔ تو بھی تیز نہیں چل سکتا۔ لیکن نوجوان آہستہ چل سکتا ہے۔ اور اگر چاہے۔ تو اپنی رفتار کو سست کرکے بوڑھے کو ساتھ لے جاسکتا ہے۔ اور اسلیئے دونوں میں سے وہی مطالبہ صحیح ہوسکتا ہے۔ جو ممکن ہے۔ نوجوان اگر یہ مطالبہ کرے۔ کہ بوڑھا تیز چل کر اسکے ساتھ ملے۔ تو اس کا یہ مطالبہ بے وقوفی کا مطالبہ سمجھا جائے گا۔ کیونکہ تیز چلنا بوڑھے کے لئے ممکن ہی نہیں۔ ہاں وہ خود تیز چلنے کی طاقت رکھتے ہوئے بھی آہستہ چل سکتا ہے۔ لیکن جب یہ ایسا کرتا ہے۔ تو اسکے معنے یہ ہوں گے۔ کہ

### اپنی آزادی پر قید

لگاتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اسے طاقت دی ہے۔ کہ چار یا پانچ میل ایک گھنٹہ میں طے کر جائے۔ مگر چونکہ اس کا ساتھی بوڑھا ہے۔ اور پون میل سے زیادہ نہیں چل سکتا۔ اس لئے یہ بھی اپنی رفتار اتنی ہی کرلیتا ہے۔ اور اتنا ہی چلتا ہے۔ اس کا اتنی کم رفتار سے چلنا اسکی اپنی کمزوری کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اس وجہ سے ہے۔ کہ اپنے بوڑھے اور کمزور ساتھی کو بھی ساتھ لے جاسکے۔ اور یہی

### حقیقی تعاون

ہے۔ کہ انسان کو اختیار اور طاقت حاصل ہو۔ رتبہ حاصل ہو۔ روپیہ موجود ہو۔ مگر وہ ان کے متعلق اپنے اختیارات پر خود قیدیں لگا دے۔ روپیہ خرچ کرنے کے لئے موجود ہو۔ مگر کم خرچ کرے۔ یا اسے دوسروں کے لئے خرچ کرنے لگے۔ موجود ہونے کے باوجود کم خرچ کرنے کی مثال روزہ ہے۔ اور دوسروں کی خاطر خرچ کرنے کی مثال صدقہ ہے۔ روزہ میں کم خرچ کیا جاتا ہے۔ ایک امیر آدمی بھی سب کچھ موجود ہونے کے باوجود اپنی شکل غریبوں کی سی بناتا ہے۔ دراصل سحری کی غرض یہی ہے۔ کہ انسان جو بھی کھاتا ہے۔ چوری چھپے کھاتا ہے۔ اور جب لوگوں کے سامنے آتا ہے تو ایسی حالت میں کہ اسکے چہرہ سے فاقہ کشی اور غربت کے آثار ہویدا ہوتے ہیں۔ اور اس طرح وہ جسے کھانے کو ملتا ہے۔ اور وہ بھی جسے نہیں ملتا۔ سب یکساں نظر آتے ہیں۔ جو کچھ کھانا ہوتا ہے۔ وہ سحری کے وقت ہی کھا لیا جاتا ہے۔ اور ایک دوسرے کے سامنے آنے کے وقت سب کی شکلیں غربت ظاہر کر رہی ہوتی ہیں۔ حج کی بھی یہی صورت ہے۔ سب کے

لئے حکم ہے۔ کہ ایک چادر لپیٹ لو۔ اور اس طرح لباس میں سب تکلفات۔ کوٹ صدری۔ قمیص۔ بنیان وغیرہ اڑ گئیں۔ پھر اس چادر کی سلائی کو بھی روک دیا۔ کیونکہ سب فیشن دراصل سلائی سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ صرف ایک کپڑا پہننے کی اجازت ہے۔ اور سب کے لئے یہی حکم ہے۔ اس طرح ہماری شریعت نے دونوں رنگ رکھے ہیں۔ کہیں تو کم خرچ کرنے کو کہا ہے۔ اور کہیں دوسروں کے لئے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ روپیہ موجود ہے۔ مگر انسان اس کا استعمال نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ اپنے غریب یا نادار بھائی کے مشابہ نظر آسکے۔ یا چیز موجود ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کا حکم ہے۔ کہ دوسرے کو دے دو۔ اور

### اسی کا نام ملی روح ہے

یعنی اپنی طاقتوں کو اور ذرائع کو مقید اور محدود کردیا جائے۔ اور اس ملی روح کے کمال کا نقطہ یہ ہے۔ کہ انسان کے اندر یہ بات پیدا ہوجائے۔ کہ جہاں میری ذات کا مفاد میری قوم کے مفاد سے ٹکرائے وہاں

### قومی مفاد

کو مقدم کروں گا۔ اور اپنی ذات کو نظر انداز کردوں گا۔ اور جب کسی جماعت میں یہ بات پیدا ہوجائے۔ تو وہ کسی سے ہارتی نہیں۔ صحابہ کرام رضؓ کی حالت ہمارے سامنے ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات کے لئے صحابہ رضؓ جو قربانیاں کرتے تھے۔ وہ بھی دراصل اسلام کے لئے ہی تھیں۔ کیونکہ وہ آپ کو

### اسلام کا مکمل نمونہ

خیال کرتے تھے۔ اور اسلیئے آپ کے مقابلہ میں اپنی شخصیتوں کو بالکل نظر انداز کردیتے تھے۔ مذہبی جماعتوں میں تو یہ روح بہت بڑی ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ دنیوی قوموں میں بھی جب یہ بات پیدا ہوجائے۔ تو وہ بہت ترقی کرجاتی ہیں۔ آج کل دیکھ لو۔ انگلستان میں بھی اور ہندوستان میں بھی یہ موضوع زیر بحث آتا رہتا ہے۔ کہ

### عورت کا کام کیا ہے

بڑے بڑے لوگ ہمیشہ اس پر اظہار خیال کرتے رہتے ہیں۔ مگر کیا مجال جو کوئی یہ کہنے کی جرأت کرسکے۔ کہ عورت کا کام یہ ہے۔ کہ وہ گھر کی چار دیواری میں بیٹھے۔ اگر کوئی شخص ایسی بات کہدے۔ تو ایک طرف عورتیں اس

کے پیچھے پڑ جائیں گی۔ کہ یہ ہماری آزادی کا دشمن ہے۔ اور دوسری طرف اخبارات میں مرد اسے غیر مہذب اور غیر متمدن کہیں گے۔ لیکن جرمنی میں ہٹلر نے کہہ دیا۔ کہ عورت کا کام یہ ہے۔ کہ اپنے گھر میں بیٹھے اور سب نے اسے تسلیم کرلیا۔ جو بات یہاں ہندوستان میں جو

### ایک غلام ملک

ہے۔ کہنے کی کوئی جرأت نہیں کرتا۔ وہ ایک آزاد ملک میں کہی گئی۔ اور سب نے اسے بلا چون وچرا تسلیم کرلیا۔ حالانکہ یہ ایک ایسا سوال ہے۔ کہ یورپ میں اس کا سمجھنا بالکل ناممکن ہے۔ کہ عورت گھر میں کس طرح رہ سکتی ہے۔ مگر ہٹلر نے جو حکم دیا۔ اسے سب نے تسلیم کیا۔ اور عمل کیا۔ اگر کوئی ایسا طبقہ ہوسکتا ہے۔ جو دل سے اس خیال کے ساتھ متفق نہ ہو۔ مگر یہ جرأت کسی کو نہیں ہوئی۔ کہ مقابلہ پر آئے۔ یہاں بڑے بڑے شہروں مثلاً لاہور۔ دہلی۔ شملہ میں آئے دن

### عورت مرد کی مساوات کا شور

رہتا ہے۔ مساوات کے یوں تو سب ہی قائل ہیں۔ مگر یہ کوئی نہیں دیکھتا۔ کہ مساوات ہے کس معاملہ میں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ جموں میں ایک جج اسی موضوع پر ان سے بحث کرنے لگا۔ کہ مرد و عورت میں مساوات ہونی ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ پچھلی مرتبہ آپ کی بیوی کے لڑکا ہؤا تھا۔ اب کے آپ کے ہونا چاہیئے۔ یہ جواب سنکر وہ کہنے لگا۔ کہ میں نے سنا ہؤا تھا۔ مولوی بدتہذیب ہوتے ہیں۔ مگر میں آپ کو ایسا نہ سمجھتا تھا۔ لیکن اب معلوم ہؤا۔ کہ آپ بھی ایسے ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس میں بدتہذیبی کی کوئی بات نہیں۔ میں نے تو ایک مثال دی تھی۔ اور آپ کو بتایا تھا۔ کہ جب فطرت نے دونوں کو الگ الگ کاموں کے لئے پیدا کیا ہے۔ تو اس مساوات کے شور سے کیا فائدہ۔ تھی تو یہ سچائی۔ مگر ایسے ننگے طور پر پیش کی گئی۔ کہ اسے بری لگی۔ اور شاید اس کے حالات کے لحاظ سے حضرت خلیفہ اول کے لئے اس کے سوا چارہ نہ ہو۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ مساوات بےشک ہے۔ مگر دونوں کے کام الگ الگ ہیں۔ اس بات کو پیش کرنے کی کسی کو جرأت نہیں ہوتی۔ کیونکہ قومی روح موجود نہیں۔ ہر شخص اپنی ذات کو دیکھتا ہے۔ اگر عورتوں کے لئے یہ قربانی ہے۔ کہ وہ گھروں میں رہیں۔ تو مرد کے لئے بھی اس کے مقابلہ میں

یہ بات ہے۔ کہ میدان جنگ میں جاکر سر کٹوائے۔ لیکن چونکہ

### قومی اور ملی روح

موجود نہیں اسلئے ان باتوں کو کوئی پیش کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔

پس خدام الاحمدیہ اس بات کو اپنے پروگرام میں خاص طور پر ملحوظ رکھیں۔ کہ قومی اور ملی روح کا پیدا کرنا نہایت ضروری ہے۔ اصولی طور پر ہر ایک سے یہ اقرار لیا جائے۔ اور اسے بار بار دہرایا جائے۔ محض اقرار کافی نہیں ہوتا۔ بلکہ بار بار دہرانا اشد ضروری ہوتا ہے۔ آج علم النفس کے ماہر اس بات پر بڑا زور دیتے ہیں۔ کہ دوہرانے سے بات اچھی طرح ذہن نشین ہوجاتی ہے۔ لیکن ان کی یہ بات جب میں پڑھتا ہوں۔ تو مجھے حیرت ہوتی ہے۔ کہ کس طرح آج سے چودہ سو سال قبل اسلام نے اسی بات کو پیش کیا ہے۔ اسلام ہی ہے۔ جس نے نہایت مختصر الفاظ میں مذہب کا خلاصہ پیش کردیا۔ لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ محمد رسول اللہ کیا ہے۔ یہ

### اسلامی تعلیم کا خلاصہ

ہے۔ اور جب میں علم النفس کا یہ مسئلہ پڑھتا ہوں۔ تو حیران ہوتا ہوں۔ کہ یہ لوگ آج تحقیقاتیں کررہے ہیں۔ ہٹلر آج کہتا ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چودہ سو سال قبل یہ نکتہ بتا دیا تھا۔ ہٹلر نے اپنی تصنیف میں لکھا ہے۔ کہ میں نے قومی ترقی کے ذرائع پر بڑا غور کیا۔ اور آخر میں اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ قومی ترقی کے اسباب کو تھوڑے سے تھوڑے لفظوں میں بیان کرنا چاہیئے۔ جو بار بار لوگوں کے سامنے آتے رہیں۔ اور وہ انہیں بار بار دہراتے رہیں۔ اس طرح وہ

### انسانی دماغ میں جذب

ہو جائیں گے۔ لیکن اسلام میں یہ بات پہلے ہی سے موجود ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیا ہے۔ یہ اسلام کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ اسے نمازوں میں۔ اذانوں میں۔ اسلام لانے کے وقت۔ غرضیکہ بار بار دہرانے کا حکم ہے۔ اور اس طرح بار بار جو چیز دہرائی جائے۔ وہ زیادہ سے زیادہ پختہ ہوجاتی ہے۔

پس خدام الاحمدیہ کو بھی چاہیئے۔ کہ ان کو چھوٹے سے چھوٹے فقروں میں لائیں۔ اور پھر ہر میٹنگ کے موقع پر بار بار ان کو دوہرایا جائے۔ مثلاً یہ فقرہ ہوسکتا ہے۔ کہ میں اپنی جان کی

### اسلامی اور ملی فوائد

کے مقابلہ میں کوئی پروا نہیں کروں گا۔ جب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی مجلس ہو۔ ہر شخص باری باری پہلے اسے دہرائے۔ اور پھر کام شروع ہو۔ اسی طرح جب ختم ہو۔ تو بھی اسے دوہرایا جائے۔ اور اس طریق سے یہ بات دماغ میں جذب ہو سکتی ہے۔ بعض نادان خیال کر لیتے ہیں۔ کہ قواعد میں کوئی بات رکھ دینا ہی کافی ہوتا ہے۔ اور اس طرح وہ دل میں داخل ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ بات فطرت انسانی کے بالکل خلاف ہے۔ اگر ایسا ہو سکتا۔ تو اسلام کی تعلیم کے خلاصہ کے بار بار دوہرائے جانے کا حکم دینے کی کیا ضرورت تھی۔

پس اس قسم کا کوئی فقرہ بنایا جائے۔ اور ایسا انتظام کیا جائے۔ کہ وہ بار بار دوہرایا جاتا رہے۔ مثلاً یہ کہ میں

### جماعتی اور ملّی ضرورتوں کے مقابلے

میں اپنی جان و مال اور کسی چیز کی کوئی پروا نہ کروں گا۔ اور پھر ایسا انتظام ہو۔ کہ اسے بار بار دوہرایا جائے۔ ایسے فقروں کو بار بار دوہرانے سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا۔ کہ ذہنیتوں میں ایسی تبدیلی ہو جائے گی۔ کہ بعض اوقات مخلصوں میں بھی بغاوت کا جو مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کا احتمال نہیں رہے گا۔ دیکھو اسلام نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو بار بار دوہرانے کا جو حکم دیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ کبھی کوئی مسلمان یہ نہیں کہے گا۔ کہ میں خدا کو نہیں مانتا۔ یا میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہیں مانتا۔ آپ کو کئی ایسے مسلمان ملیں گے۔ جو کہدیں گے۔ کہ جاؤ۔ میں روزہ نہیں رکھتا۔ میں نماز نہیں پڑھتا۔ مگر ایسا کوئی شخص جو اپنے آپ کو مسلمان بھی سمجھتا ہو۔ نہیں ملے گا۔ جو کہے کہ میں خدا کو نہیں مانتا۔ یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہیں مانتا۔ اس لئے کہ نماز اور روزہ کی تعلیم بار بار اس کے سامنے دہرائی نہیں گئی۔ مگر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بار بار دہرایا جاتا رہا ہے۔ پس خدام الاحمدیہ

### انفرادی روح کو ملی روح پر قربان کرنے کا جذبہ

پیدا کرنے کے لئے تمام ذرائع استعمال کریں اور اس کے لئے کوئی موزوں فقرہ بھی بنایا جائے۔ جو کام شروع کرتے وقت بھی اور ختم کرتے وقت بھی دوہرایا جائے۔ اور نعرے بھی لگائے جائیں۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھا جائے۔ کہ قومی روح توحید باری کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ایسے فقرہ میں توحید کا اقرار بھی ہو۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت کا بھی۔ اور پھر وہ چھوٹا بھی ہو۔ اور ہر موقعہ پر اسے بار بار دہرانے کا انتظام بھی کیا جائے۔ پھر جب بھی

### کوئی جماعتی تحریک

ہو۔ وہ اپنے نوجوانوں کا جائزہ لیتے رہیں۔ کہ اس میں انہوں نے کیا حصہ لیا ہے۔ سب اپنے اپنے ہاں کام کریں۔ مگر ان سب سے رپورٹ کی جائے۔ کہ کیا کیا ہے۔ اس طرح بھی کام کرنے کی ایک رَو پیدا ہوتی ہے۔ اور پہلے جو غفلت کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کو بھی توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔

دوسری بات جو انہیں اپنے پروگرام میں شامل کرنی چاہیئے۔ وہ

### اسلامی تعلیم سے واقفیت پیدا کرنا

ہے۔ یہ ایک مذہبی انجمن ہے۔ سیاسی نہیں۔ اور اسلئے اصل پروگرام یہی ہے۔ باقی چیزیں تو ہم حالات اور ضروریات کے مطابق لے لیتے یا ملتوی کر دیتے ہیں۔ لیکن ہمارا اصل پروگرام تو وہی ہے۔ جو قرآن کریم میں ہے۔ لجنہ اماء اللہ ہو۔ مجلس انصار ہو۔ مجلس خدام الاحمدیہ ہو۔ نیشنل لیگ ہو۔ غرض کہ ہماری کوئی انجمن ہو۔ اس کا پروگرام قرآن کریم ہی ہے۔ اور جب ہر ایک احمدی یہی سمجھتا ہے۔ کہ قرآن کریم میں سب ہدایات دے دی گئی ہیں۔ اور ان میں سے کوئی بھی مضر نہیں۔ تو اس کے سوا اور کوئی پروگرام ہو ہی کیا سکتا ہے حقیقت یہی ہے۔ کہ اصل پروگرام تو وہی ہے۔ اس میں سے حالات اور اپنی ضروریات کے مطابق بعض چیزوں پر زور دے دیا جاتا ہے۔ لیکن جب روزے رکھے جا رہے ہوں۔ تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے۔ کہ حج منسوخ ہو گیا۔ بلکہ چونکہ وہ دن روزوں کے ہوتے ہیں۔ اسلئے روزے رکھے جاتے ہیں۔ جب ہم کوئی پروگرام تجویز کرتے ہیں۔ تو اس کے یہی معنے ہوتے ہیں۔ کہ اس وقت یہ امراض پیدا ہو گئے ہیں اور ان کے لئے قرآنی نسخے ہم استعمال کرتے ہیں۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ سارا پروگرام سامنے ہو۔ اور اس میں سے حالات کے مطابق باتیں لے لی جائیں۔ لیکن اگر سارا پروگرام سامنے نہ ہو۔ تو اس کا ایک نقص یہ ہوگا۔ کہ صرف چند باتوں کو دین سمجھ لیا جائے گا۔ پس

### خدام الاحمدیہ کا اہم فرض

یہ ہے۔ کہ اپنے ممبروں میں قرآن کریم با ترجمہ پڑھنے اور پڑھانے کا انتظام کریں۔ اور چونکہ وہ خدام الاحمدیہ ہیں۔ صرف اپنی خدمت کے لئے ان کا وجود نہیں۔ اس لئے جماعت کے اندر قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کرنا ان کے پروگرام کا خاص حصہ ہونا چاہیئے تیسری بات جو ان کے پروگرام میں ہونی چاہیئے۔ وہ

### آوارگی کا مٹانا

ہے۔ آوارگی بچپن میں پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ سب بیماریوں کی جڑ ہوتی ہے۔ اسکی بڑی ذمہ واری والدین اور استادوں پر ہوتی ہے۔ وہ چونکہ احتیاط نہیں کرتے۔ اسلئے بچے اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے مٹانے کے لئے کتنا انتظام کیا ہے۔ کہ فرمایا بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں اذان اور تکبیر کہی جائے۔ اور اس طرح عمل سے بتا دیا۔ کہ

### بچہ کی تربیت چھوٹی عمر سے

شروع ہونی چاہیئے۔ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ بچوں کو مساجد اور عیدگاہوں میں ساتھ لے جانا چاہیئے۔ خود آپ کا اپنا طریق بھی یہی تھا۔ آج کل تو یہ حالت ہے۔ کہ سترہ اٹھارہ سال کے نوجوان بھی بیہودہ حرکت کریں۔ تو والدین کہہ دیتے ہیں۔ کہ ابھی "نیانا" یعنی کم عمر ہے۔ لیکن ادھر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت عباسؓ حدیثیں سناتے ہیں۔ جبکہ ان کی عمر صرف تیرہ سال کی ہے۔ امام مالک کے درس میں امام شافعی شریک ہونے کے لئے گئے۔ ان کے درس میں بیٹھنے کے لئے یہ ضروری شرط تھی۔ کہ طالب علم قلم دوات لے کر بیٹھے۔ اور جو کچھ وہ بتائیں نوٹ کرتا جائے۔ امام شافعی کی عمر اس وقت صرف نو سال کی تھی۔ امام مالک نے انہیں بیٹھے دیکھا۔ تو کہا۔ بچے تم کیوں بیٹھے ہو۔ امام شافعی نے جواب دیا۔ کہ درس میں شامل ہونے کے لئے آیا ہوں۔ آپ نے پوچھا۔ کہ اب تک کیا پڑھا ہے۔ انہوں نے بتایا۔ کہ یہ یہ پڑھ چکا ہوں۔ اس پر امام مالک نے کہا۔ کہ تم بہت کچھ پڑھ چکے ہو۔ مگر میرے درس میں بیٹھنے کا یہ طریق نہیں۔ یہاں تو قلم دوات لے کر بیٹھنا چاہیئے۔ امام شافعی نے کہا۔ کہ میں کل بھی بیٹھا تھا۔ آپ دوسرے طلباء سے مقابلہ کرا لیں۔ امام صاحب نے سوال کیا۔ اور انہوں نے ٹھیک جواب دیا۔ امام صاحب کی عادت تھی۔ کہ اگلے روز نوٹوں کو سنتے۔ اور کوئی غلطی ہوتی۔ تو اسکی اصلاح کر دیتے تھے۔ اس دن جو انہوں نے گذشتہ نوٹ سننے شروع کئے۔ تو جب پڑھنے والا غلطی کرتا۔ امام شافعی جھٹ اس کو ٹوک دیتے۔ کہ امام صاحب نے یوں نہیں بلکہ یوں فرمایا تھا۔ چنانچہ امام مالک نے ان کو بغیر قلم دوات کے اپنے درس میں بیٹھنے کی اجازت دے دی۔ حالانکہ اور کسی کو اسکی اجازت نہ تھی۔ یہ بات کیوں تھی۔ اسلئے کہ ماں باپ نے شروع میں ہی ان کو علم کے حصول میں لگا دیا تھا۔ مگر ہمارا "نیانا پن" یعنی بچپن اٹھارہ بیس سال تک نہیں جاتا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ ہمارے ملک میں

### عمر کے دو ہی حصے

سمجھے جاتے ہیں۔ ایک وہ جب بچہ سمجھا جاتا ہے۔ اور ایک وہ جب وہ بے کار بوڑھا ہوتا ہے۔ اور اس طرح کام کا کوئی وقت آتا ہی نہیں۔ ایک دفعہ ایک عورت جس کی عمر کوئی پینسٹھ سال کی ہوگی۔ مجھ سے کوئی بات کر رہی تھی۔ اور بار بار کہتی تھی۔ کہ "ساڈے یتیماں تے رحم کرو" یعنی ہم یتیموں پر رحم کریں۔ یہ کوئی پانچ سات سال کی بات ہے۔ اور اس وقت اسکی عمر ۶۵ سال کی ہوگی۔ تو گویا ہمارے ہاں یا تو آدمی بچہ ہوتا ہے۔ اور یا پھر پیرِ فرتوت جسے پنجابی میں ستر ا بہترا کہتے ہیں۔ یہ بہت

### حماقت کی بات

ہے۔ کہ بچوں کو چھوٹا سمجھ کر انہیں آوارہ ہونے دیا جائے۔ اگر بچوں سے صحیح طور پر کام لیا جائے۔ تو وہ کبھی آوارہ ہو ہی نہیں سکتے۔ اگر انہیں گلیوں اور بازاروں میں آوارہ پھرنے کی بجائے مجلسوں میں بٹھایا جائے۔ تو بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ میری تعلیم تو کچھ بھی نہ تھی۔ لیکن یہ بات تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں جا بیٹھتا تھا۔ حضرت خلیفہ اول کی مجلس میں چلا جاتا تھا۔ کھیلا بھی کرتا تھا۔ مجھے شکار کا شوق تھا۔ فٹ بال بھی کھیل لیتا تھا۔ لیکن گلیوں میں بے کار نہیں پھرتا تھا۔ بلکہ اس وقت مجلسوں میں بیٹھتا تھا۔ اور اس کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ بڑی بڑی کتابیں پڑھنے والوں سے میرا علم خدا تعالےٰ کے فضل سے زیادہ تھا۔ علم گدھوں کی طرح کتابیں لاد لینے سے نہیں آجاتا۔ آوارگی کو دور کرنے سے علم بڑھتا ہے۔ اور ذہن میں تیزی پیدا ہوتی ہے۔

پس اساتذہ افسرانِ تعلیم اور خدام الاحمدیہ کا یہ فرض ہے۔ کہ

### بچوں سے آوارگی کو دُور کریں

یہ آوارگی کا ہی اثر ہے۔ کہ ہم ادھر نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اور ادھر گلی میں بچے گالیاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بک رہے ہوتے ہیں - اگر تو وہ نماز ہی نہیں پڑھتے - تو دوہرے مجرم ہیں - نہیں تو یہی جرم کافی ہے - فحش گالیاں ماں بہن کی وہ بکتے ہیں - اور کسی شریف آدمی کو خیال نہیں آتا - کہ ان کو روکے - مسجد مبارک کے سامنے کھیلنے والے بچے ۹۰ - ۹۵ فی صدی احمدیوں کے بچے ہی ہو سکتے ہیں - تھوڑے سے غیروں کے بھی ہوتے ہونگے - مگر میں نے اپنے کانوں سے سُنا ہے - احمدیوں کے بچے گالیاں دے رہے ہوتے ہیں - اور ان کے ماں باپ اور اساتذہ کو احساس تک نہیں ہوتا - کہ ان کی اصلاح کریں - پھر میں نے دیکھا ہے -

**مدرسہ احمدیہ کے طلباء**

گلیوں میں سے گذرتے ہیں - تو گاتے جاتے ہیں - حالانکہ یہ وقار کے سخت خلاف ہے - اور اس کے یہ معنے ہیں - کہ شرم و حیا جو دین کا حصہ ہے - بالکل جاتی رہی ہے - پھر میں نے دیکھا ہے - نوجوان ایک دوسرے کی گردن میں باہیں اور ہاتھ ڈالے چلے جا رہے ہیں - حالانکہ یہ سب باتیں وقار کے خلاف ہیں - مجھے یاد ہے - میرا ایک دوست تھا - بچپن میں ایک دفعہ ہم دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے بیٹھے تھے - کہ حضرت خلیفہ اول نے دیکھا - میری تو آپ بہت عزت کیا کرتے تھے - اس لئے مجھے تو کچھ نہ کہا - لیکن اس کو اس قدر ڈانٹا - کہ مجھے بھی سبق حاصل ہو گیا - ہمارے ملک میں کہتے ہیں - کہ "دھیئے نی میں تینوں کہاں نوایں نی توں کن دکھ" یعنی بات تو میں اپنی لڑکی سے کہتی ہوں - مگر بہو اسے غور سے سُنے - اسی طرح حضرت خلیفہ اول نے اسے ڈانٹا - مگر مجھے بھی سبق حاصل ہو گیا - کہ یہ بُری بات ہے -

میں نے دیکھا ہے - کہ نوجوانوں کو

**اسلامی آداب**

سکھانے کی طرف توجہ ہی نہیں کی جاتی - نوجوان بے تکلفانہ ایک دوسرے کی گردن میں باہیں ڈالے پھر رہے ہوتے ہیں - حتیٰ کہ میرے سامنے بھی ایسا کرنے میں انہیں کوئی باک نہیں ہوتا - کیونکہ ان کو یہ احساس ہی نہیں - کہ یہ کوئی بُری بات ہے - ان کے ماں باپ اور اساتذہ نے ان کی اصلاح کی طرف کبھی کوئی توجہ ہی نہیں کی - حالانکہ یہ چیزیں

**انسانی زندگی پر بہت گہرا اثر**

ڈالتی ہیں - میں نے دیکھا ہے - بعض لوگوں کی بچپن میں تربیت کا اب تک مجھ پر اثر ہے - اور جب وہ واقعہ یاد آتا ہے - تو بے اختیار ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے - ایک دفعہ میں ایک لڑکے کے کندھے پر کہنی ٹیک کر کھڑا تھا - کہ ماسٹر قادر بخش صاحب نے جو مولوی عبد الرحیم صاحب دردؔ کے والد تھے اس سے منع کیا - اور کہا کہ یہ بہت بُری بات ہے - اس وقت میری عمر بارہ تیرہ سال کی ہو گی - لیکن وہ نقشہ جب بھی میرے سامنے آتا ہے - ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے - اسی طرح ایک صوبیدار صاحب مراد آباد کے رہنے والے تھے - ان کی ایک بات بھی مجھے یاد ہے - ہماری والدہ چونکہ دلی کی ہیں - اور دلی بلکہ لکھنؤ میں بھی "تم" کہہ کر مخاطب کرتے ہیں - بزرگوں کو بے شک آپ کہتے ہیں - لیکن ہماری والدہ کے کوئی بزرگ چونکہ یہاں تھے نہیں - کہ ہم ان سے "آپ" کہہ کر کسی کو مخاطب کرنا بھی سیکھ سکتے - اس لئے میں دس گیارہ سال کی عمر تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "تم" ہی کہا کرتا تھا - اللہ تعالے ان کی مغفرت فرمائے - اور ان کے مدارج بلند کرے -

**صوبیدار محمد ایوب خاں صاحب**

مراد آباد کے رہنے والے تھے - گورداسپور میں مقدمہ تھا - اور میں نے بات کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تم کہدیا - وہ صوبیدار صاحب مجھے الگ لے گئے - اور کہا - کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند ہیں - اور ہمارے لئے محل ادب ہیں - لیکن یہ بات یاد رکھیں - کہ "تم" کا لفظ برابر والوں کے لئے بولا جاتا ہے - بزرگوں کے لئے نہیں - اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے تو اس کا استعمال میں بالکل برداشت نہیں کر سکتا - یہ پہلا سبق تھا - جو انہوں نے اس بارہ میں مجھے دیا - پس

**بڑوں کا فرض**

ہے - کہ چھوٹوں کو یہ آداب سکھائیں - اگر ایک ہی شخص کہے - تو ان پر اثر نہیں ہوتا - بچے سمجھتے ہیں - یہ ضدی سا آدمی ہے - یونہی ایسی باتیں کرتا رہتا ہے - اگر باپ کہے - اور ماں نہ کہے - تو سمجھتے ہیں - باپ ظالم ہے - اگر یہ اچھی بات ہوتی - تو ماں کیوں نہ کہتی - اگر ماں باپ کہیں - اور استاد نہ کہے - تو سمجھتے ہیں - اگر یہ اچھی بات ہوتی - تو استاد کیوں نہ کہتا - اور اگر استاد بھی کہے - اور دوسرا کوئی نہ کہے - تو سمجھتے ہیں - اگر یہ اچھی بات ہوتی - تو دوسرا شخص کیوں نہ کہتا - لیکن اگر ماں باپ بھی کہیں - استاد بھی کہیں - اور دوسرے لوگ بھی کہتے رہیں - تو وہ بات ضرور دل میں راسخ ہو جاتی ہے - ایک چھوٹا سا ادب

**خطبہ کو توجہ سے سُننا**

ہے - اور میں کئی بار اسکی طرف توجہ بھی دلا چکا ہوں - مگر میں نے دیکھا ہے - لوگ برابر باتیں اور اشارے کرتے رہتے ہیں - اور اساتذہ یا دوسرے لوگ کوئی اخلاقی دباؤ نہیں ڈالتے - کہ جس سے اصلاح ہو - نتیجہ یہ ہوتا ہے - کہ یہ عادت ہمیشہ ہی چلتی چلی جاتی ہے - ایک دفعہ میں نے دیکھا - میں خطبہ پڑھ رہا تھا - کہ ایک شخص کو میں قریباً پندرہ منٹ تک دیکھتا رہا - کہ وہ اپنے ایک بعد میں آنے والے دوست کو برابر اشارے کرتا رہا - کہ آگے آ جاؤ - اگر بچپن میں ماں باپ یا استاد یا دوسرے لوگ اسے یہ بتاتے کہ یہ ناجائز ہے - اور کہ جب تمہاری اپنی ہدایت کا سوال پیدا ہو جائے - تو دوسرے کو گمراہی سے بچانے کا موقعہ نہیں ہوتا - تو وہ اس گناہ کا مرتکب نہ ہوتا - یہ اس جوش کی وجہ سے کہ دوست آگے آ جائے - اور خطبہ سن لے - اسے اشارے کرتا تھا - لیکن وہ شرم کی وجہ سے آگے نہ بڑھتا تھا - اور اگر یہ مسئلہ بچپن سے ہی اس کے ذہن نشین ہوتا - تو کبھی دوسری طرف اسکی نظر ہی خطبہ کے دوران میں نہ اٹھتی - اور اس طرح کسی کو اشارے کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا - اور یہ دوسرے کی ہدایت کے جوش میں خود گمراہی کا مرتکب نہ ہوتا - یہ تربیت سے تعلق رکھنے والے مسائل ہیں - اور ان سے آوارگی دور ہوتی ہے - پھر بچہ کو ہر وقت

**کسی نہ کسی کام میں لگائے رکھنا**

چاہیئے - میں کھیل کو بھی کام ہی سمجھتا ہوں - یہ کوئی آوارگی نہیں - آوارگی میرے نزدیک فارغ اور بے کار بیٹھنے کا نام ہے - یا اس چیز کا کہ باہوں میں باہیں ڈال لیں - اور گلیوں میں پھرتے رہے - اس بات کا اچھی طرح خیال رکھنا چاہیئے - کہ بچے یا پڑھیں یا کھیلیں یا کھائیں اور یا سوئیں - کھیل آوارگی نہیں - اس لئے اگر وہ دس گھنٹے بھی کھیلتے ہیں - تو کھیلنے دو - اس سے ان کا جسم مضبوط ہو گا - اور آوارگی بھی پیدا نہ ہو گی - پس کھیلنا بھی ایک کام ہے - جس طرح کھانا اور سونا بھی کام ہے - مگر

**خالی بیٹھنا اور باتیں کرتے رہنا**

آوارگی ہے - اسلئے خدام الاحمدیہ کو کوشش کرنی چاہیئے - کہ جماعت کے بچوں میں یہ آوارگی پیدا نہ ہو - کسی کو یونہی پھرتے دیکھیں - تو اس سے پوچھیں - کہ کیوں پھر رہا ہے - اگر باز نہ آئے - تو محلہ کے پریذیڈنٹ کو رپورٹ کریں - اور ان

**سب باتوں کے لئے اصول**

وضع کریں - جن کے ماتحت کام ہو - میں نے دیکھا ہے - کئی لوگ گھنٹوں دکانوں پر بیٹھے فضول باتیں کرتے رہتے ہیں - حالانکہ اگر اسی وقت کو وہ تبلیغ میں صرف کریں - تو

**کئی لوگوں کو احمدی بنا سکتے ہیں**

لیکن فضول وقت ضائع کر دیتے ہیں - اور اگر کام کے لئے پوچھا جاوے - تو کہدیتے ہیں - کہ فرصت نہیں - حالانکہ اگر فرصت نہیں ہوتی - تو دکانوں پر کس طرح بیٹھے باتیں کرتے رہتے ہیں - ایک اور ذریعہ اصلاح کا یہ بھی ہے - کہ بیٹھ کر علمی اور دینی باتیں کی جائیں -

**اچھے انداز میں گفتگو کرنا**

بھی ایک خاص فن ہے - ایسی مجلسوں میں علمی اور دینی باتیں ہوں - لیکن بحث مباحثہ نہ ہو - اس چیز کو بھی میں آوارگی سمجھتا ہوں - اور میرے نزدیک یہ بات سب سے زیادہ دل پر زنگ لگانے والی ہے - مباحثہ کرنے والوں کے مدنظر تقویٰ نہیں بلکہ مد مقابل کو چپ کرانا ہوتا ہے - اور یہی وجہ ہے - کہ میں ہمیشہ مباحثات سے بچتا ہوں - اور میری تو یہ عادت ہے - کہ اگر کوئی مباحثانہ رنگ میں سوال کرے - تو ابتداء میں ایسا جواب دیتا ہوں - کہ کئی لوگوں نے کہا ہے - کہ انہوں نے کسی سوال پر پہلے پہل میرا جواب سُنکر یہ خیال کیا - کہ شاید میں جواب نہیں دے سکتا - اور در اصل ٹالنے کی کوشش کرتا ہوں - مگر جب کوئی پیچھے ہی پڑ جائے - تو میں جواب کی ضرورت محسوس کرتا ہوں - اور پھر خدا تعالے کے فضل سے ایسا جواب دیتا ہوں - کہ وہ بھی اپنی غلطی محسوس کر لیتا ہے - یاد رکھو - سچائی کے لئے کسی بحث کی ضرورت نہیں ہوتی - میں نے ہمیشہ ایسی باتوں سے روکا ہے -

**ڈیبیٹنگ کلبیں**

بھی میرے نزدیک آوارگی کی ایک شاخ ہیں - اور میں ہمیشہ اس سے روکتا رہتا ہوں - لیکن یہ چیز بھی کچھ ایسی راسخ ہو چکی ہے - کہ برابر جاری ہے - حالانکہ اس سے دل پر سخت زنگ لگ جاتا ہے - ایک شخص کسی چیز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو مانتا نہیں۔ مگر اسکی تائید میں دلائل دیتا جاتا ہے۔ تو اس سے دل پر زنگ لگنا لازمی امر ہے۔ مجھے ایک واقعہ یاد ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ طریق ایمان کو خراب کرنے والا ہے۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنایا۔ کہ مولوی بشیر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت مؤید اور میں مخالف تھا۔ مولوی بشیر صاحب ہمیشہ دوسروں کو براہین احمدیہ پڑھنے کی تلقین کرتے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ یہ شخص مجدد ہے۔ آخر میں نے ان سے کہا۔ کہ آؤ۔ مباحثہ کر لیتے ہیں۔ مگر آپ تو چونکہ مؤید ہیں آپ

### مخالفانہ نقطۂ نگاہ

سے کتابیں پڑھیں۔ اور میں مخالف ہوں۔ اس لئے موافقانہ نقطۂ نگاہ سے پڑھونگا۔ سات آٹھ دن کتابوں کے مطالعہ کے لئے مقرر ہو گئے۔ اور دونوں نے کتابوں کا مطالعہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ میں جو مخالف تھا۔ احمدی ہو گیا۔ اور وہ جو قریب تھے۔ بالکل دُور چلے گئے۔ ان کی سمجھ میں بات آ گئی۔ اور ان [کے د]ل سے ایمان جاتا رہا۔ تو

### علم النفس کے رو سے

ڈیبیٹس کرنا سخت مضر ہے۔ اور بعض اوقات سخت نقصان کا موجب ہو جاتا ہے۔ یہ ایسے باریک مسائل ہیں۔ جن کو سمجھنے کی ہر مدرس اہلیت نہیں رکھتا۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا۔ یہاں ایک ڈیبیٹ ہوئی۔ اور جس کی شکایت مجھ تک بھی پہنچی تھی۔ اس میں اس امر پر بحث تھی۔ کہ ہندوستان کے لئے مخلوط انتخاب چاہیئے۔ یا جداگانہ۔ حالانکہ میں اس کے متعلق اپنی رائے ظاہر کر چکا ہوں۔ اور یہ

### سوءِ ادبی

ہے۔ کہ اس بات کا علم ہونے کے باوجود کہ میں ایک امر کے متعلق اپنی رائے ظاہر کر چکا ہوں۔ پھر اسکو زیر بحث لایا جائے۔ جن امور میں خدا تعالےٰ یا اس کے رسول یا اس کے خلفاء اظہار رائے کر چکے ہوں۔ ان کے متعلق بحث کرنا گستاخی اور بے ادبی میں داخل ہے۔ کوئی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ تو محض کھیل ہے۔ لیکن کیا کوئی کھیل کے طور پر اپنے باپ کے سر میں جوتیاں مار سکتا ہے۔ تو ڈیبیٹس سے زیادہ حماقت کی کوئی بات نہیں۔ ہر احمدی کا

وفات مسیح کا قائل ہے۔ مگر ڈیبیٹ کے لئے بعض حیات مسیح کے دلائل دینے لگتے ہیں۔ میں تو ایسے شخص سے یہی کہونگا۔ کہ بے حیا۔ خدا تعالےٰ نے تجھے ایمان دیا تھا۔ مگر تو کفر کی چادر اوڑھنا چاہتا ہے۔ پس یہ ڈیبیٹس بھی

### آوارگی میں داخل

ہیں۔ اگر خدا تعالےٰ نے تمہیں یہ توفیق دی ہے۔ کہ حق بات کو تم نے مان لیا۔ تو اس کا شکریہ ادا کرو۔ نہ کہ خواہ مخواہ اسکی تردید کرو۔ بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ اس سے عقل بڑھتی ہے۔ لیکن اس عقل کے بڑھانے کو کیا کرنا ہے۔ جس سے ایمان جاتا رہے۔ دونوں باتوں کا موازنہ کرنا چاہیئے۔ اگر ساری دنیا کی عقل مل جائے۔ اور ایمان کے پہاڑ میں سے ایک ذرہ بھی کم ہو جائے۔ تو اس عقل کو کیا کرنا ہے۔ یہ کوئی نفع نہیں۔ بلکہ سراسر خسران اور تباہی ہے۔ پس یہ بھی آوارگی میں داخل ہے اور میں نے کئی دفعہ اس سے روکا ہے۔ مگر پھر بھی ڈیبیٹس ہوتی رہتی ہیں۔ جس طرح کوڑھی کو خارش ہوتی رہتی ہے۔ اور وہ رہ نہیں سکتا۔ اسی طرح ان لوگوں کو بھی کچھ ایسی خارش ہوتی ہے۔ کہ جب تک ڈیبیٹ نہ کرالیں۔ چین نہیں آتا۔ اور پھر دینی اور مذہبی مسائل کے متعلق بھی ڈیبیٹس ہوتی رہتی ہیں۔ حالانکہ وہ تمام مسائل جن کی صداقتوں کے ہم قائل ہیں۔ یا جن میں سلسلہ اظہار رائے کر چکا ہے۔ ان پر بحث کرنا

### دماغی آوارگی

ہے۔ اور حقیقی ذہانت کے لئے سخت مضر ہے۔ میں نے سَو دفعہ بتایا ہے۔ کہ اگر اس کے بجائے یہ کیا جائے۔ کہ دوست اپنی اپنی جگہ مطالعہ کر کے آئیں۔ اور پھر ایک مجلس میں جمع ہو کر یہ بتائیں۔ کہ فلاں مخالف نے یہ اعتراض کیا ہے۔ بجائے اس کے کہ یہ کہیں۔ کہ میں یہ اعتراض فلاں مسئلہ پر کرتا ہوں۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب یا مولوی ابراہیم صاحب یا کسی اور مخالف کے اعتراض پیش کئے جائیں۔ اور پھر سب مل کر جواب دیں۔ اور خود اعتراض پیش کرنے والا بھی جواب دے۔ تو

### یہ طریق بہت مفید

ہو سکتا ہے۔ مگر ایسا نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ڈیبیٹوں کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اور انگریزوں

کی نقل کی جاتی ہے۔ کہ "ہاؤس" یہ کہتا ہے۔ ہماری مجلس شوریٰ میں بھی "ہاؤس" کا لفظ داخل ہو گیا تھا۔ مگر میں نے تنبیہ کی۔ اس پر وہاں سے تو نکل گیا ہے۔ مگر مدرسوں میں رواج پکڑ رہا ہے۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ اس طرح کہنے سے اس بات میں کونسا سرخاب کا پر لگ جاتا ہے۔ سیدھی طرح کیوں نہیں کہہ دیا جاتا۔ کہ جماعت کی یہ رائے ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ دماغ کو

### کفر کی کاسہ لیسی میں لذّت

اور سرور حاصل ہوتا ہے۔

پس خدام الاحمدیہ کا فرض ہے۔ کہ اس قسم کی آوارگیوں کو خواہ وہ دماغی ہوں۔ یا جسمانی۔ روکیں اور دُور کریں۔ کھیلنا آوارگی میں داخل نہیں۔ ایک دفعہ مجھے رویا میں بتایا گیا۔ ایک شخص نے خواب میں ہی مجھے کہا۔ کہ فلاں شخص ورزش کر کے وقت ضائع کرتا ہے۔ اور میں رؤیا میں ہی اسے جواب دیتا ہوں۔ کہ

### یہ وقت کا ضیاع نہیں

جب کوئی اپنے قویٰ کا خیال نہیں رکھتا۔ تو دینی خدمات میں پوری طرح حصہ نہیں لے سکتا۔ اس میں اللہ تعالےٰ نے مجھے سبق دیا تھا۔ کیونکہ مجھے ورزش کا خیال نہیں تھا۔ تو ورزش بھی کام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مونگریاں اور مگدر پھیرا کرتے تھے۔ بلکہ وفات سے سال دو سال قبل مجھے فرمایا۔ کہ کہیں سے مونگریاں تلاش کرو۔ جسم میں کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ میں نے کسی سے لا کر دیں۔ اور آپ کچھ دن انہیں پھراتے رہے۔ بلکہ مجھے بھی بتاتے تھے۔ کہ اس اس رنگ میں اگر پھیری جائیں۔ تو زیادہ مفید ہیں۔ پس ورزش

### انسان کے کاموں کا حصہ

ہے۔ ہاں گلیوں میں بے کار پھرنا۔ بے کار بیٹھے باتیں کرنا اور بحثیں کرنا آوارگی ہے۔ اور ان کا انسداد خدام الاحمدیہ کا فرض ہے۔ اگر تم لوگ دنیا کو وعظ کرتے پھرو۔ لیکن احمدی بچے آوارہ پھرتے رہیں۔ تو تمہاری سب کوششیں رائیگان جائیں گی۔ پس تمہارا فرض ہے۔ کہ ان باتوں کو روکو۔ دکانوں پر بیٹھ کر وقت ضائع کرنے والوں کو منع کرو۔ اور کوئی نہ مانے۔ تو اس کے ماں۔ باپ۔ استادوں کو اور محلہ کے افسروں

کو رپورٹ کرو۔ کہ فلاں شخص آوارہ پھرتا یا فارغ بیٹھ کر وقت ضائع کرتا ہے۔ پہلے پہل لوگ تمہیں گالیاں دیں گے۔ بُرا بھلا کہیں گے۔ اور کہیں گے کہ آ گئے ہیں

### خدائی فوجدار

اور طنز یہ رنگ میں کہیں گے۔ کہ بس پکے احمدی تو یہ ہیں۔ ہم تو یونہی ہیں۔ لیکن آخر وہ اپنی اصلاح پر مجبور ہوں گے۔ اور پھر تمہیں دعائیں دیں گے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ جن لوگوں نے میری تربیت میں حصہ لیا۔ اور کوئی اچھی بات بتائی۔ جب بھی وہ یاد آتی ہے۔ میرے دل سے ان کے لئے دعا نکلتی ہے۔ پس آوارگی کو مٹانا بھی خدام الاحمدیہ کے فرائض میں سے ہے۔ اب چونکہ دیر ہو گئی ہے۔ اس لئے باقی باتیں پھر بیان کروں گا۔

(الفضل)

---

## درد گردہ یا گردہ کی پتھری

یہ دونوں نام دراصل ایک ہی بیماری کے ہیں۔ جب گردوں میں پتھری پیدا ہو جاتی ہے۔ تو صرف پیدا ہو جانے سے چنداں تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ ہاں اس قدر معلوم ہوتا ہے۔ کہ گردوں کی جگہ پر ذرا بوجھ سا ہے۔

(گردوں کا مقام کمر سے ذرا اوپر ریڑھ کی ہڈی کے دائیں اور بائیں واقعہ ہے) جن کے گردوں میں پتھری ہوتی ہے۔ ان کو ہمیشہ یا کبھی کبھی قبض ہو جاتا ہے۔ یعنی پاخانہ کھل کر نہیں آتا۔ دیر تک بیٹھنا پڑتا ہے۔ اور بعض لوگوں کو کمر میں درد بھی رہتا ہے۔ گرم اور ترش چیزیں یعنی گوشت۔ سرخ مرچ۔ اچار وغیرہ کھانے سے اور گرم موسم میں سفر کرنے سے پیشاب جل کر آتا ہے۔ اور بعض کو ریت سی چیز پیشاب میں خارج ہوتی ہے۔ لیکن جب پتھری سے چھوٹا سا ٹکڑا ٹوٹ کر پیشاب کی نالیوں میں پھنس جاتا ہے۔ تو پھر خدا کی پناہ شدت سے درد ہوتا ہے۔ جو برداشت سے باہر ہوتا ہے اسی کا نام درد گردہ یا قولنج گردہ ہے۔

**علاج:۔** ڈاکٹروں میں تو یہی مشہور ہے کہ اپریشن سے پتھری نکال دی جائے۔ لیکن یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ جان کا خطرہ اور خرچ زیادہ

**ہمارا طرز علاج:۔ "پتھری توڑ عـ۱"**

یہ ایک خاص دوا ہے۔ جو اس بیماری کا کامیاب علاج ہے۔ اس کے استعمال سے پتھری گھل کر پیشاب کے ساتھ خارج ہوتی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ ساری خارج ہو جاتی ہے۔ اور گردے بالکل خالی ہو جاتے ہیں۔ یہ دوا تلخ اور بدمزا نہیں۔ قدرے نمکین ہے۔ جو آسانی سے کھائی جاتی ہے۔ تین ماہ تک کھانی چاہیئے۔ تین ماہ کی دوا کی قیمت چھ روپے ہے۔ اور اگر قبض بھی ہو۔ تو "قبض کشا گولیاں عـ۱" کا استعمال کریں۔ ۶۰ گولیوں کی شیشی کی قیمت ایک روپیہ۔

**دواخانہ و مطب حکیم مولوی نظام الدین مبلغ ممتاز الاطباء۔ قادیان ضلع گورداسپور**

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# تحریک جدید کی تبلیغی رپورٹ

## وسط جاوا میں تبلیغ احمدیت کی ابتدا اور نئی جماعت کا قیام

احباب کرام کو سلسلہ عالیہ کے اخبارات سے معلوم ہو چکا ہے۔ کہ ملک جاوا کے ایک نئے صوبہ میں گذشتہ چھ ماہ سے تحریک جدید کے ماتحت ایک نیا مشن قائم کیا گیا ہے۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین فضل عمر ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد مبارک کے ماتحت یہ عاجز اگست ۱۹۳۸ء کے دوسرے ہفتہ میں وسط جاوا کے ایک مشہور شہر پوروو کرتو Poerwoker Kertoo نامی میں اترا۔ علاوہ مرکز عیسائیت کے یہاں پوروو کرتو میں دیگر کئی ایک فرقہ جات کے بھی مراکز ہیں۔ عیسائیت کی تبلیغ کے لئے پچاس مشنری صرف اس شہر میں کام کر رہے ہیں۔ بحیثیت مجموعی مسلمانوں کی طرف سے Defence کا بھی کوئی انتظام نہیں۔ خدا کے فضل و کرم کے ساتھ اب حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لشکر میں شامل ہونے والے یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر کا جھنڈا اٹھائے ہوئے اس جہاد میں نظر آ رہے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس شہر میں مسلمانوں کے مشہور فرقے (۱) Nahda tool Oelama (ندوۃ العلماء) (۲) Moehammadijah (محمدیہ) اور (۳) P.P.D.P. ہیں۔ اول الذکر و ثانی الذکر مسلم عوام الناس کی جماعتیں کہلاتی ہیں۔ اور جماعت ثالث قاضیوں وغیرہ کی جمعیت ہے۔ محمدیہ فرقہ والے عام سوشل کاموں میں عمدگی سے اپنی کوششیں صرف کرتے ہیں۔ مثلاً سکول وغیرہ لڑکے۔ لڑکیوں کے لئے کھولنے..... علاوہ ازیں Soetji Rahajoe (سوچی راہایو) نامی جماعت کا مرکز بھی پوروو کرتو ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو تو مسلمان کہتے ہیں۔ لیکن اعتقادات۔ تعلیم اور عمل کے لحاظ سے اسلام کی تعلیم سے بہت دور ہیں۔ صرف قومیت کی وجہ سے مسلمانوں سے تعلق ہے۔

Harda Poesoro (ہاردو پوسورو) نامی جماعت کے لوگ باطنیہ معتقدات کے پابند ہیں۔ دہریت کی شکل ہے۔ یہ بھی کافی تعداد میں ہیں۔ ان کے علاوہ Theosofie (تھیو سوفی) پارٹی ہے۔ جن کا یہاں ایک ہائی سکول بھی ہے۔

ملک جاوا میں احمدیت کی تبلیغ کی ابتدا ۱۹۳۱ء میں ہوئی۔ جبکہ مرکز کی طرف سے مکرم جناب مولوی رحمت علی صاحب فاضل کو اس مہم پر روانہ کیا گیا۔ جنہوں نے بٹاویہ دار السلطنت (انڈونیشیا) کو اپنا مرکز بنا کر یہ پاک اور دشوار کام شروع کیا۔ ۱۹۳۶ء میں تبلیغ کو زیادہ وسیع پیمانہ پر شروع کرنے کے لئے مرکز سے برادرم مولوی عبد الواحد صاحب فاضل (سماٹری) اور برادرم ملک عزیز احمد خاں صاحب مجاہد کو بھی جاوا میں بھیجا گیا۔ اس وقت تک اللہ تعالےٰ کے فضل سے بٹاویہ Batavia بوگر یعنی (Buitenzorg) اور گارت (Garoet) وغیرہ شہروں میں ہماری بڑی بڑی جماعتیں قائم ہو چکی تھیں۔ اور اسی طرح ان مقامات کے گرد و نواح میں بھی کئی مقامات پر جماعتیں پیدا ہو چکی تھیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ ۱۹۳۷ء تک ہماری تبلیغ صرف مغربی جاوا یعنی سونڈہ علاقہ تک ہی محدود رہی۔ اور وسطی و مشرقی جاوا ابھی تک ہماری تبلیغ سے محروم تھے۔ کہ ماہ دسمبر ۱۹۳۷ء میں برادرم ملک عزیز احمد صاحب مجاہد تحریک جدید نے مرکز کی ہدایات کے مطابق مشرقی جاوا کے صدر مقام سرابایا (Soerabaja) نامی شہر میں نیا مشن کھولا اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے تھوڑے ہی عرصہ میں برادرم موصوف وہاں ایک جماعت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کے لئے عمدہ سے عمدہ سامان و ذرائع مہیا فرما کر برادرم موصوف کی رہنمائی فرمائی۔ انڈونیشیا کی تاریخ احمدیت میں یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ برادرم موصوف کو ریڈیو پر تقریر کرنے کا موقعہ گذشتہ نومبر میں ملا۔ اور آپ نے احمدی مبلغ کی حیثیت میں "ہستی باری تعالےٰ" پر ایک نہایت دلچسپ اور عالمانہ تقریر کی۔ الحمد للہ۔

گویا اب دسمبر ۱۹۳۷ء سے جہاں مغربی جاوا کے ایک سرے پر بٹاویہ اور بوگر کے علاقوں میں احمدیت کا ایک بہادر سپاہی مکرم مولوی رحمت علی کام کر رہا تھا۔ تو مغربی جاوا کے دوسرے سرا پر مکرم مولوی عبد الواحد ایسا فدائی فرزند احمدیت گارت وغیرہ کے اضلاع میں اس پاک جہاد میں لڑ رہا تھا۔ اور دوسرے انتہائی مشرقی صوبہ میں برادرم غازی ملک عزیز احمد احمدیت کا جھنڈا لہراتے ہوئے دکھائی دینے لگا۔ اور ان خدائی فوج کے سپاہیوں کو بغیر کسی دنیوی ہتھیار کے تمام ملک کو فتح کرنے کے مصمم ارادوں میں مجنوں پا کر کسی شاعر کا یہ شعر یاد آ جاتا ہے۔ ؎

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اے خدا تو ہی ان تمام فدائیان اسلام کو اپنے ہتھیاروں سے آراستہ فرما اور مدد فرما۔ آمین۔

لیکن ابھی تک مڈل جاوا میں ہماری تبلیغ شروع نہیں ہوئی تھی۔ سال ۱۹۳۷ء میں جبکہ یہ عاجز ابھی سنگاپور میں مقیم تھا۔ اور فلپائن جانے کے لئے تیار ہی تھا۔ کہ دفتر تحریک جدید کی طرف سے ہدایات موصول ہوئیں۔ کہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے خاکسار کے متعلق جلدی جاوا جانے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ حسب ارشاد مبارک ۱۳ر اکتوبر ۱۹۳۷ء کو یہ عاجز بٹاویہ پہنچ گیا۔ ابھی مجھے بٹاویہ پہنچے ہوئے صرف چند دن ہی ہوئے تھے۔ کہ Typhus (ٹائیفائڈ) کا حملہ ہو گیا۔ اور اس قدر شدت کا حملہ ہوا۔ کہ ڈاکٹروں نے عاجز کی بقیہ زندگی سے مایوسی کا اظہار کر دیا اور اب دوستوں نے میرے پاس ہسپتال میں ایک دوسرے رنگ میں آنا شروع کیا۔ خدا بھلا کرے ان بھائیوں کا کہ انہوں نے آخری حربہ استعمال کرنا نہ بھولا۔ اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دعا کے لئے تار دیا۔ جزاہم اللہ۔ اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار فضل ہوا۔ کہ جس دن تار دیا گیا تھا۔ اس کے دوسرے روز ہی گیارہ بجے سے قبل میرا بخار اترنا شروع ہو گیا۔ اور پیشاب جو کئی روز سے بند تھا۔ خود بخود خارج ہونا شروع ہو گیا۔ الحمد للہ سبحان اللہ و بحمدہٖ۔ بخدا میرا اس سخت مایوس کن حالت سے سلامتی کے ساتھ بچنا اور دوبارہ زندگی حاصل کرنا سیدی و آقائی حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کی قبولیت اور صداقت کا ایک نشان ہے۔ حضور کا ایک ادنیٰ خادم ہونے کی وجہ سے خوش اعتقادی کی بنا پر میں یہ نہیں کہہ رہا۔ بلکہ یورپین اور دیگر ڈاکٹروں اور ہسپتال کے کارکنان کے یہ الفاظ تھے۔ کہ "Para abdominal Typhus" کی ایسی حالت سے اس قدر جلدی شفا یاب ہو جانا ایک "معجزانہ" بات ہے۔

برادرم ملک عزیز احمد صاحب مجاہد اس بات کے گواہ ہیں۔ کہ مجھ نالائق و گنہگار کو اس بیماری کے ایام میں سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے چہرہ مبارک میں اللہ تعالےٰ کا وصال نصیب ہوا۔ سبحان اللہ و بحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اور پھر ایسی حالت میں یہ آواز سنائی دی۔ کہ تم نے (آپ نے) فلاں... تاریخ کو یہاں سے چلے جانا ہے۔ میں نے وہاں ہی ہسپتال میں انہی دنوں بستر پر لیٹے ہوئے حضور کی خدمت مبارک میں ایک عریضہ لکھنا شروع کیا۔ جسمیں یہ تمام ماجرا بیان کرنا چاہتا تھا۔ لیکن بوجہ سخت کمزوری و نقاہت اس وقت وہ عریضہ مکمل نہ کر سکا۔ برادرم ملک صاحب موصوف نے بھی وہاں ہی وہ عریضہ خود پڑھا تھا۔ اب میں اپنی بیماری کی کیفیت و حالات کو دیکھ کر اسکی یہ تعبیر کر رہا تھا۔ کہ غالباً فلاں..... تاریخ کو اس دنیائے فانی سے چلا جانا مقصود ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر میں نے برادرم عزیز صاحب کو "تاکیداً" کہہ دیا تھا۔ کہ آپ اس... تاریخ کو خاص طور پر یہاں میرے پاس ہی ہسپتال میں ٹھہریں۔ اور قرآن مجید و درثمین بھی مانگی۔ لیکن میری یہ آخر الذکر خواہش وہ پوری نہ کر سکے۔ غالباً ڈاکٹر کے منع کرنے یا کسی وجہ سے واللہ اعلم۔ غرض اس خاص تاریخ کا اب میں خاص طور پر منتظر تھا۔ اور خصوصاً اس سے ایک روز پہلے میں نے ساری رات لیٹے ہوئے جاگتے ہوئے گذاری۔ اور اللہ تعالےٰ سے اپنے گناہوں و خطاؤں کی معافی مانگنے میں جو لطف اس رات آیا۔ وہ کبھی نہ آیا تھا۔ اور نہ ہی اس کے بعد کبھی پھر آیا۔ لیکن اس تمام وقت میں مجھ پر مایوسی طاری نہیں ہوئی۔ آخر رات گذری۔ اور صبح آ پہنچی۔ صبح سے دوپہر اور دوپہر سے شام اور رات ہو گئی۔ لیکن میں ویسے کا ویسا ہی رہا۔ اور وہ تاریخ جس کا میں نے اپنے ذہن میں اندازہ لگایا ہوا تھا۔ چپکے سے گذر گئی۔ اب میرے دل کو زیادہ تسلی و اطمینان ہوتا گیا۔ صحت کی رفتار کو دیکھتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے جن کے میں زیر علاج تھا۔ میرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لے ایک روز ایک ہفتہ کے بعد ہسپتال سے چلے جانے کا فیصلہ کر دیا۔ اور میرے احباب کو اطلاع کر دی۔ لیکن جب ایک ہفتہ ختم ہونے لگا۔ تو ڈاکٹر صاحب نے اپنے پہلے فیصلہ کو بدل دیا۔ اور کہا۔ کہ ابھی چند روز مزید ہسپتال میں ٹھہرنا ضروری ہے۔ اب قدرت کا ہاتھ ڈاکٹر صاحب سے یہ سب کچھ کرا رہا تھا۔ اور اس میں یہ حکمت تھی۔ کہ میرے آقا کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ان الفاظ اور اس تاریخ نے دوسرے رنگ میں پورا ہونا تھا۔ چنانچہ اب ڈاکٹر صاحب موصوف نے ایک دوسری تاریخ مقرر کر کے میرے احباب کو اطلاع کی۔ کہ فلاں روز آپ اپنے بھائی کو ہسپتال سے لیجا سکتے ہیں۔ غرض اس مقررہ تاریخ کو برادرم ملک عزیز احمد صاحب موٹر لے کر مجھے ہسپتال سے لینے صبح سویرے ہی تشریف لے آئے۔ اور مکان پر آکر مجھے معلوم ہوا۔ کہ اس روز ماہ رمضان کی عین وہی تاریخ تھی۔ جس کے متعلق اس سے قبل ہسپتال میں میرے پیارے آقا کے لبوں سے یہ الفاظ نکلے تھے۔ "کہ آپ نے فلاں تاریخ کو یہاں سے چلا جانا ہے۔" اب مجھے ان الفاظ کے پورا ہونے پر اس کی تعبیر معلوم ہوئی۔ اور خدا کا شکر بجا لایا۔ اس سے قبل میں انگریزی مہینہ (سن عیسوی) کی تاریخ شمار کر رہا تھا لیکن دراصل مقصود سن ہجری کے مہینہ کی تاریخ تھی۔

اس واقعہ میں سیدنا و امامنا حضرت فضل عمر امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صداقت و پاکیزگی کا ایک نشان ہے۔ اس کے لئے جو اپنی آنکھوں دماغوں کو بند کرنے والے نہ ہوں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اس واقعہ کے بیان کرنے سے جہاں میرا اپنا و دیگر اس واقعہ کے جاننے والے احباب کا ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ وہاں میرا ایک مدعا یہ بھی ہے۔ کہ شاید کسی نیک سیرت اور سعید روح کے لئے غور و ہدایت کا باعث ہو۔ آمین۔

میں جاوا میں تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کر رہا تھا۔ اور درمیان میں میرا یہ ایک ذاتی واقعہ بھی آگیا۔ دراصل اس کا بھی ایک رنگ میں تبلیغی سلسلہ سے تعلق تھا۔ اس لئے بیان کر دیا۔

پریذیڈنٹ اعلیٰ صاحب انجمن ہائے احمدیہ جزائر شرق الہند (انڈونیشیا) نے حضور کی خدمت اقدس میں درخواست کر کے میرے متعلق نئے علاقہ مڈل جاوا میں تبلیغی کام شروع کرنے کی منظوری حاصل کی ہوئی تھی۔ اور مجھے بٹاویہ میں پہنچتے ہی اس تجویز سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔ بیماری سے شفایاب ہو جانے کے بعد میرے محسن آقا نے مکرم محی الدین صاحب پریذیڈنٹ اعلیٰ کو مجھ ناچیز کے متعلق خاص طور پر ارشاد فرمایا۔ کہ جب تک میری صحت بالکل اچھی نہیں ہو جاتی ہے۔ مجھے بٹاویہ میں ہی ٹھہرایا جائے۔

غرض جب میری صحت اچھی ہو گئی۔ تو حضور کی اجازت سے اگست ۱۹۳۸ء کے مہینہ میں ۷ تاریخ کو یہ عاجز یہاں پورووکرتو میں آگیا۔ گویا اب ۷ اگست ۱۹۳۸ء سے مغربی اور مشرقی جاوا کے علاوہ مڈل جاوا میں بھی تبلیغ احمدیت کی ابتدا شروع ہو گئی۔ الحمد للہ بفضل تعالیٰ جہاں بھی خدام تحریک جدید گئے ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے ہماری تبلیغ کے لئے نئے نئے میدان کھول دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار فضل و احسان ہوا۔ کہ ابھی مجھے پورووکرتو میں آئے ہوئے پورا ایک ماہ ختم نہیں ہوا تھا۔ کہ ۷ ستمبر ۱۹۳۸ء کو ایک خاتون بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئی۔ الحمد للہ علی ذالک۔ کیا ہی خوش قسمت وہ خاتون ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت میں پورووکرتو کی تاریخ میں سب سے پہلے نمبر پر شامل ہوئی۔ اور سابقون کے ہونے میں اور مردوں سے نمبر لے گئیں۔

اس بہن کے بیعت کرنے کے دوسرے روز ہی ایک اور خاتون اور ایک مرد بیعت کر کے داخل جماعت ہوئے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ آخر الذکر دوست احمدیت کے قبول کرنے سے قبل قریباً 75 فی صدی protestant پروٹسٹنٹ ہو چکے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو بچا لیا۔ اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسان و فضل مجھ گنہگار و کمزور پر ہیں۔ کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعاؤں اور توجہ مبارک کے طفیل اس نے میرے لئے جلد ہی امید افزا اور عمدہ حالات پیدا فرما دیئے۔ شہر کے معزز ترین اور تعلیم یافتہ طبقہ کے ایک اچھے خاصے طبقہ سے مذہبی معرفت تعارف ہو گیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کئی ایک کے دل میں محبت و ہمدردی کے جذبات بھی پیدا فرما دیئے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ یہاں پر چند ایک باتیں اہالیان جاوا کے متعلق بھی بیان کرنی میں ضروری خیال کرتا ہوں۔ جو کہ میں نے خود دیکھی اور میرے تجربہ میں آئی ہیں۔

یہاں کے لوگ خواہ امیر طبقہ کے ہوں۔ یا مزدور پیشہ طبقہ کے۔ وہ تمام اچھے مہمان نواز اور خوش خلق ہیں۔ ایک اجنبی مسافر کو جو کسی کے گھر چلا جائے۔ نہایت تپاک اور عزت سے خوش آمدید کہیں گے۔ معاملہ میں عموماً صاف اور راست گو ہیں۔ جیسا کہ ظاہر میں صاف ستھرے اور خوش خلق و خوش شکل ہیں۔ ویسے ہی دل میں بھی صاف ہیں۔ نہایت حلیم طبع اور نرم دل ہیں۔ گالی گلوچ کی قطعاً کسی کو عادت نہیں۔ بچوں کی پرورش نہایت اعلیٰ اور صاف طریق سے کرتے ہیں۔ میں نے آج تک کوئی بچہ بھی کسی دوسرے بچے کے ساتھ لڑتا جھگڑتا نہیں دیکھا۔ بڑوں کا کہنا ہی کیا ہے۔ ان کے گھر نہایت صاف و ستھرے ہوتے ہیں۔ سخاوت جیسی اعلیٰ صفت کے مالک اور دماغی قابلیتوں کے لحاظ سے قابل لوگ ہیں۔ جہاں یہ ان تمام خوبیوں کے مالک ہیں۔ افسوس کہ ملک کی اکثریت مذہب سے بہت دور ہے۔ دہریت و مغربیت کی عام رَو ہے۔ مرد و مستورات کی آزادی مغرب سے بھی ورے گئی ہوئی ہے۔ پردہ کا تو کہنا ہی کیا۔ سر پر معمولی جیسا ہلکا کپڑا رکھنا بھی مستورات اپنی ہتک خیال کرتی ہیں۔ سکولوں اور کالجوں میں Co education کا سسٹم ہے۔

غرض ان حالات کی موجودگی میں ان لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ نے بعض سعید روحوں کے دلوں میں ایک خادم احمدیت کے لئے محبت و ہمدردی کے جذبات موجزن کر دیئے۔ اور بعض معززین نے احمدیت کے متعلق تحقیق بھی شروع کر دی۔ اور بعض نے اپنے گھروں پر قرآن مجید کے درس کا سلسلہ بھی شروع کرا دیا۔ اس پاک طریق سے تبلیغ کا ایک نیا راستہ کھل گیا۔

یہ بات بھی خاص طور پر قابل ذکر و قابل شکر یہ ہے۔ کہ جب سے یہ عاجز پورووکرتو میں آیا ہے اس کے بعد جو پہلا جمعہ یہاں آیا ہے۔ اسی روز سے باجماعت نماز پڑھنے کے سامان بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما دیئے۔ جب میں یہاں آیا تھا۔ تو ان دنوں ہمارے دو پنجابی احمدی بھائی یہاں حکمت کی دوکان کھولے ہوئے تھے۔ یعنی حکیم عطاء اللہ خاں اور حکیم طفیل محمد صاحبان سکنہ اوڑ ضلع جالندھر۔ تین چار ماہ تک یہ دوست یہاں رہے تھے۔ اور اس عرصہ میں انہوں نے میری ہر طرح خاطر و مدارت کی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

رمضان شریف کی پہلی تاریخ کو ہم نے یہاں ایک پہلا تبلیغی اشتہار شائع کر کے تقسیم کیا۔ جس کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا اثر ہوا۔ کئی سوسائٹیوں و انجمنوں میں حرکت پیدا ہونے کے آثار دکھائی دینے لگے۔ رمضان شریف میں میں نے ایک غیر احمدی دوست کی تحریک پر ان کے مکان پر نماز تراویح پڑھانی شروع کی۔ جہاں کہ دس بارہ کس شامل ہوتے رہے۔ سارا مہینہ لگاتار انہوں نے نماز میں شامل ہونے والوں کی تراویح ختم ہونے پر ہر روز چائے و مٹھائی و فروٹ وغیرہ سے خدمت کی۔ جزاہم اللہ۔

عید الفطر تک لوکل احمدیوں کی تعداد مرد و مستورات اور بچوں سمیت چودہ افراد پر مشتمل تھی۔ ان میں ایک بھی غیر ملکی شامل نہیں۔ یعنی تین بالغ مرد۔ دو بالغ خواتین۔ اور ۹ بچے۔ عید الفطر کے روز اللہ تعالیٰ نے ایک احمدی کے ہاں نیا بچہ عطا فرمایا۔ جس پر ہماری تعداد میں ایک کا اضافہ ہو گیا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے ایک ماہ کے قلیل عرصہ میں چھوٹی سی ایک پاک جماعت قائم فرما دی۔

اس عرصہ میں مجھے یہاں کے گورنمنٹ کالج میں ایک دفعہ "اسلام" کے موضوع پر تقریر کرنے کا موقع بھی ملا۔ اس کے علاوہ یہاں دو گورنمنٹ ہائی سکول ہیں۔ جن میں گورنمنٹ کی طرف سے ہفتہ میں ایک بار ایک period (ایک گھنٹہ) مذہبی تعلیم دینے کی بھی اجازت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار فضل و احسان ہے۔ کہ ان ہر دو سکولوں میں مذہبی تعلیم دینے کا انتظام بھی بہت حد تک ہمارے ہاتھ میں آگیا ہوا ہے۔ ایک سکول میں دو ٹیچر زیر پڑھانے والے ہیں۔ اور وہ دونوں احمدی ہیں۔ پہلے وہاں پر اور آدمی پڑھایا کرتے تھے۔ لیکن وہ باقاعدہ نہ آتے تھے۔ (کیونکہ آنریری طور پر پڑھانا پڑتا ہے) اس لئے اس موقعہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشی۔ اور میں نے دو نو مبائعین کو تحریک کی۔ کہ وہ قربانی کریں۔ اور اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کریں۔ چنانچہ ہم نے ان کے نام پریذیڈنٹ صاحب کمیٹی انتظامیہ تعلیم اسلام کو پیش کئے۔ اور انہوں نے اجازت دے دی۔ یہ پریذیڈنٹ صاحب ان معززین میں سے ایک صاحب ہیں۔ جن کے مکان پر یہ عاجز ہفتہ میں ایک بار درس قرآن مجید دیا کرتا تھا۔؎

[illegible]

؎ اسی طرح دوسرے ہائی اسکول میں بھی ایک احمدی دوست مذہبی تعلیم دینے لگ گئے۔ غرض اس قلیل عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے کئی عمدہ اسباب پیدا فرما دیئے۔ الحمد للہ باقی انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ رپورٹ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# تحریک جدید کی مالی قربانیوں میں شامل ہونیوالے اللہ تعالٰے کے فضلوں کے اُسی طرح مستحق ہونگے

## جس طرح بدر کی جنگ میں شامل ہونیوالے صحابہ رضی اللہ تعالٰے عنہم کے فضلوں کے مورد ہوئے

سیدنا امیرالمؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے بنصرہ العزیز تحریک جدید کی مالی قربانیوں کے متعلق فرماتے ہیں:

"بعض نیکیاں ایسی ہوتی ہیں۔ جن کا موقعہ ہمیشہ ملتا رہتا ہے۔ لیکن بعض نیکیوں کا موقعہ صدیوں میں ملتا ہے۔ جو اس سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ندامت کا شکار ہوتے ہیں۔ مگر ندامت فائدہ نہیں دیتی۔ پھر کیوں نہ انسان ندامت کے وقت سے پہلے ہی اپنے لئے زادِ راہ مہیا کرے"۔

"جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں۔ تحریک جدید سے تبلیغ اسلام کی ایک مستقل بنیاد رکھی جائیگی۔ پس یہ ایک صدقہ جاریہ ہے۔ کنوؤں اور سراؤں کے بنانے سے بہت زیادہ موجب ثواب"۔

"لوگ اولاد کے لئے تڑپتے ہیں۔ کہ شاید ان سے نیک نام باقی رہے۔ مگر اولاد کی نیکی کا ذمہ وار کون ہو سکتا ہے۔ مگر تحریک جدید کا حصہ نیک نام قائم رہنے کی بفضلہٖ تعالٰے ضمانت ہے۔ اور کیا تعجب کہ جو اس ذریعہ سے اپنی نیکی کو قائم رکھنے کی کوشش کرے۔ خدا تعالٰے اسکی اولاد کو بھی نیکی کا قائم کرنے والا بنا دے"۔

"تحریک جدید کا دور ثانی مستقل صدقہ کا کام ہے۔ اور جو لوگ اس میں حصہ لیں گے۔ وہ اس تبلیغ دین کے ذریعہ جو ان کے روپیہ سے ہوتی رہے گی۔ اپنی موت کے ہزاروں سال بعد بھی ثواب حاصل کرتے چلے جاوینگے"۔

"تحریک جدید کا کام ان مستقل تحریکات میں سے ہے۔ جن میں حصہ لینے والے اللہ تعالٰے کے فضلوں کے اسی طرح مستحق ہوں گے۔ جس طرح بدر کی جنگ میں حصہ لینے والے صحابہ اللہ تعالٰے کے فضلوں کے مورد ہوئے"۔

ایسی شاندار تحریک میں جس میں انسان جہاں اپنی موت کے ہزاروں سال بعد بھی ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ وہاں اللہ تعالٰی کے فضل سے بدری صحابہ کی طرح اللہ تعالٰے کے فضلوں کا بھی مورد ہو جاتا ہے۔ شامل ہونے کے لئے بیرون ہند کی ہر ایک جماعت اور ہر ایک فرد کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اب ان کے لئے اس میں شمولیت کا نایاب موقعہ ہے۔

اللہ تعالٰے کا فضل و کرم ہے۔ کہ بیرون ہند کی جن جماعتوں اور افراد نے اب تک حصہ لیا ہے۔ انہوں نے عام طور پر اپنے سال چہارم کے وعدوں میں اضافہ کیا ہے۔ جس کی مختصر سی کیفیت کسی دوسری جگہ اسلیئے دی جا رہی ہے۔ کہ بیرونِ ہند کی وہ جماعتیں اور افراد جنہوں نے ابھی حصہ نہیں لیا ہے۔ یا وہ جماعتیں اور افراد جو حصہ تو لے چکے ہیں۔ مگر انہوں نے سال چہارم میں اضافہ نہیں کیا۔ بلکہ سال چہارم کے برابر حصہ لیا ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ اپنے وعدوں میں اضافہ کر لیں۔ بلکہ ان کو یہ بھی اجازت ہے۔ کہ اگر ان کے گذشتہ سال کے کسی چندہ میں سابقون الاولون میں آنے کے لئے کمی رہ گئی ہے۔ تو وہ اب اس کا بھی ازالہ کر کے "سابقون الاولون" میں آجائیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ بیرون ہند کے احباب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ تحریک جدید میں اس سال کے لئے یہ اجازت ہے۔ کہ وہ دوست جنہوں نے گذشتہ کسی سال میں بھی حصہ نہیں لیا۔ وہ اب سال پنجم کے وعدے کے ساتھ سال اول۔ سال دوم۔ سال سوم اور سال چہارم کا بھی وعدہ کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی "پانچ ہزاری الٰہی فوج" میں شامل ہو سکتے ہیں۔ یا وہ احباب جنہوں نے سال اول میں تو حصہ لیا۔ مگر دوسرے سال میں نہیں لیا۔ پھر تیسرے سال اور چوتھے سال میں حصہ لیا۔ یا وہ جنہوں نے سال اول میں حصہ نہیں لیا۔ دوسرے۔ تیسرے اور چوتھے سال میں لیا۔ یا وہ جنہوں نے تیسرے سال میں حصہ لیا۔ مگر پہلے دوسرے اور چوتھے سال میں نہیں لیا۔ غرض کسی کا ایک یا دو یا تین سال رہتے ہوں۔ ایسے تمام احباب کو ۳۰ر اپریل ۳۹ء تک اجازت ہے۔ کہ وہ اپنے گذشتہ سالوں میں بھی شامل ہو کر باقاعدہ "الٰہی فوج" میں داخل ہو جائیں۔ کیونکہ تحریک جدید میں شامل ہونے والوں کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ دسوں سال تک متواتر بغیر کسی سال میں ناغہ کے ہر سال اپنا وعدہ سو فی صدی پورا کرتے رہے ہوں۔ پس جنہوں نے کسی سال حصہ نہیں لیا ہے۔ وہ اب نے کر اپنی گذشتہ کمی کا ازالہ کر لیں بلکہ حضور ایدہ اللہ نے "تحریک جدید کی قربانیوں" میں حصہ لینے والوں کے لئے "السابقون الاولون" میں آنے کے لئے بھی نہایت سہل تر رستہ بتا دیا ہے۔ اور اللہ تعالٰے کے فضل سے ہندوستان کی جماعتوں اور افراد نے اپنے امام کے حضور بے مثال اخلاص اور محبت کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اور بہت سے احباب کرام نے قابل رشک نمونہ دکھا کر سابقون الاولون میں شمولیت اختیار کی ہے۔ پس بیرون ہند کی جماعتوں اور افراد کو بھی اس قابل تعریف نمونہ کی پیروی کرنا چاہیئے۔ چنانچہ سابقون کے بارے میں حضور فرماتے ہیں:-

(۱) "ایک وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے پہلے تین سالوں میں (یعنی دورِ اول میں) تو اپنے چندوں میں زیادتی کی۔ (یاد رہے کہ پہلے دَور میں تو یہی شرط تھی۔ کہ جتنا پہلے سال چندہ دیا ہے۔ اس سے زیادہ دوسرے سال دے۔ اور دوسرے سال جتنا چندہ دیا ہے۔ اس سے زیادہ تیسرے سال چندہ دے۔ جن دوستوں نے اس کے خلاف کیا ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ اب اپنے دوسرے یا تیسرے سال کی کمی کو پورا کر کے اس کا ازالہ کر لیں۔ تا ان کا بھی دورِ اول زیادتی والوں میں ہو جائے کیونکہ دورِ اول میں شرط یہی تھی۔ کہ دوسرے سال میں پہلے سے زیادہ ہو۔ اور تیسرے سال میں دوسرے سے زیادہ ہو۔ فنانشل سکرٹری) لیکن چوتھے سال آکر میری دی ہوئی رعایت سے فائدہ اٹھا کر جتنا انہوں نے تحریک جدید کے سال اول میں دیا تھا۔ مثلاً پہلے سال انہوں نے پانچ روپیہ دیئے۔ دوسرے سال دس روپیہ دیئے۔ اور تیسرے سال پندرہ روپیہ۔ لیکن چوتھے سال آکر پھر انہوں نے پہلے سال کے چندہ کے مطابق میری رعایت سے فائدہ اٹھا کر صرف پانچ روپیہ چندہ دیا۔ ایسے لوگوں نے چونکہ میری مقرر کردہ "رعایت اور قانون" کے مطابق چوتھے سال اپنے چندہ میں کمی کی ہے۔ اس لئے اب ان کی زیادتی پانچویں سال سے شمار ہوگی۔ اور وہ اگر چاہیں۔ تو اب کے (یعنی پانچویں سال میں) پانچ روپیہ کی جگہ پانچ روپیہ ایک آنہ یا پانچ روپیہ چار آنہ دے کر یا چھ روپیہ دے کر یا سات روپیہ دے کر یا آٹھ روپیہ دے کر (السابقون الاولون) میں شامل ہو سکتے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ کہ پانچ روپیہ ایک پیسہ دے کر ایک شخص اپنے چندہ میں اضافہ کر سکتا ہے۔ اور ایسا شخص زیادتی والوں میں ہی شمار ہوگا۔ بشرطیکہ وہ اب آئندہ سالوں میں کمی نہ کرے۔ بلکہ ہر سال اپنے چوتھے سال کے چندہ پر اضافہ کرتا چلا جائے۔ غرض یہ شرط نہیں۔ کہ تیسرے سال اس نے جتنا چندہ دیا تھا۔ اس پر اضافہ کرے۔ بلکہ چوتھے سال اس نے جتنا چندہ دیا تھا۔ اس پر اضافہ کرے۔ اگر آئندہ سالوں میں وہ اس پر زیادتی کرتا رہتا ہے۔ تو وہ بھی "سابقون" میں ہی شمار کیا جائے گا۔ پس ایسے لوگوں کے لئے زیادتی تیسرے سال پر نہیں۔ بلکہ چوتھے سال کے چندہ پر سمجھی جائے گی۔ مثلاً اگر کسی شخص نے پہلے سال پانچ چندہ دیا تھا۔ دوسرے سال اس نے دس دیئے۔ اور تیسرے سال بیس۔ لیکن چوتھے سال اس نے پھر پانچ روپیہ دے دیئے۔ تو اب اگر وہ زیادتی کرنا چاہے۔ تو پانچ پر ہی کر سکتا ہے۔ اس کے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ بیس پر زیادتی کرے۔ کیونکہ اس نے چوتھے سال اپنے چندہ میں جو کمی کی تھی۔ وہ "اجازت اور قانون" کے مطابق کی تھی۔ پس میں ایسے دوستوں کو بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر انہوں نے چوتھے سال کم چندہ دیا ہے تو یہ ان کی زیادتی میں حارج نہیں ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے یہ کمی میری دی ہوئی رعایت کے مطابق کی تھی۔ پس وہ اب تیسرے سال کے چندہ پر نہیں۔ بلکہ چوتھے سال کے چندہ پر اگر دسوں سال تک زیادتی کرتے چلے جائیں گے۔ تو "السابقون الاولون" کی فہرست میں آجائیں گے۔ بشرطیکہ پہلے تین سالوں میں بھی زیادتی ہوتی چلی گئی ہو۔ یا اب وہ زیادتی کر دیں"۔

(۲) "ایک وہ جنہوں نے پہلے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ انہوں نے دوسرے سال دیا۔ اور دوسرے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ انہوں نے تیسرے سال دیا۔ اور تیسرے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ انہوں نے چوتھے سال دیا۔ اور چوتھے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ انہوں نے پانچویں سال دیا۔ ان کے لئے اگر وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سابقوں میں شامل ہونا چاہیں۔ تو یہی قاعدہ ہے۔ کہ وہ اب دسوں سال تک اپنے چندہ کو پہلے سالوں سے بڑھاتے چلے جائیں۔ کیونکہ انہوں نے چوتھے سال میں آکر تیسرے سال سے کم چندہ نہیں دیا تھا۔ بلکہ زیادہ دیا تھا۔ پس چونکہ انہوں نے ایک حلقہ اپنے لئے پسند کر لیا ہے۔ اس لئے اب ان کی زیادتی اسی صورت میں زیادتی متصور ہو گی۔ جب وہ ہر سال پہلے سال سے زیادہ چندہ دیں گے۔

پس اگر کوئی شخص ایسا ہے۔ جس نے چوتھے سال میں بھی کمی نہیں کی۔ تو اب اسے اجازت نہیں۔ کہ پیچھے ہٹے۔ بلکہ وہ اسی صورت میں سابقون الاولون میں شامل رہ سکتا ہے۔ جب ہر سال وہ اپنے چندہ میں اضافہ کرتا چلا جائے۔ جیسے میں نے دوسرے سال پہلے سال سے زیادہ چندہ دیا تھا۔ تیسرے سال دوسرے سال سے زیادہ چندہ دیا۔ چوتھے سال تیسرے سال سے زیادہ چندہ دیا۔ اور پانچویں سال چوتھے سے زیادہ چندہ لکھایا ہے۔ پس میں اور میری قسم کے دوسرے احباب جنہوں نے چوتھے سال میں کمی نہیں کی۔ بلکہ تیسرے سال کے چندہ پر زیادتی کی تھی۔ وہ اس بات پر مجبور ہیں۔ کہ اب آئندہ ہر سال اضافہ ہی کرتے چلے جائیں۔ اور پانچویں سال میں چوتھے سے اور چھٹے میں پانچویں سے اور ساتویں سال چھٹے سے۔ اور آٹھویں سال میں ساتویں سے۔ اور نویں سال میں آٹھویں سے۔ اور دسویں سال میں نویں سے زیادہ چندہ دیں۔ خواہ زیادتی کتنی ہی قلیل ہو"۔

تحریک جدید کے "جہاد کبیر" میں حصہ لینے والے وہ احباب جنہوں نے چوتھے سال میں پہلے سال کے برابر دے کر پانچویں سال میں اضافہ کیا ہے۔ اور وہ آئندہ سالوں میں دسوں سال تک اضافہ کرتے چلے جاویں گے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے چوتھے سال میں تیسرے سال پر اضافہ کیا ہے۔ اور پانچویں سال میں چوتھے سال پر اضافہ کیا ہے۔ اور آئندہ دسوں سال تک اضافہ کرتے چلے جاویں گے۔ ان کے نام بطور "تاریخی یادگار" کے مرکز میں جو ایک اہم لائبریری قائم کی جاویگی اس کے ہال میں لکھ دیئے جاویں گے۔ اور وہ لوگ جو ہر سال پہلے سال سے زیادہ کرنے والے ہوں گے۔ ان کے بارے میں یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ ایسے احباب کے لئے ایک اور بھی تجویز ہے۔ جسے اپنے وقت پر ظاہر کیا جاوے گا۔

غرض اب تحریک جدید کے "جہاد کبیر" میں حصہ لینے کا وقت ۳۰ر اپریل تک بیرون ہند کی جماعتوں[۵]

۵ کے لئے ہے۔ انہیں چاہیئے کہ دل کھول کر اس میں حصہ لیں۔ تا وہ اس "پانچہزار سپاہیوں کے لشکر" میں شمولیت کا فخر حاصل کر سکیں۔ جس کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک کشف کے ذریعہ دے۔

# حضرت مسیح موعودؑ کی پانچہزار والی ایسی فوج میں وہی شامل ہو سکتا ہے جو کم سے کم تحریک جدید کی مالی قربانیوں میں ایک سال کے اندر پانچ روپے دے سکتا ہو

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

"جو لوگ اس سے کم حیثیت رکھتے ہیں (یعنی جو پانچ روپیہ بھی نہیں دے سکتے) وہ نہ میرے مخاطب ہیں۔ اور نہ ان کے ثواب میں کمی آتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ دلوں کو دیکھتا ہے۔ پس جو پانچ بھی نہیں دے سکتے۔ ان سے میری خواہش یہ ہے۔ کہ وہ دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس تحریک کو بابرکت کرے۔ اور اس کے مفید اور خوشکن نتائج جلد سے جلد پیدا کرے"۔

پھر تحریک جدید سال چہارم کی قربانی کا اعلان فرماتے ہوئے فرمایا:۔

"اگر کوئی شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے۔ کہ مجھے خواہ تنگی سے گزارہ کرنا پڑے۔ میں ضرور چندہ ادا کروں گا۔ تو میں اسے کہتا ہوں۔ کہ تم کم سے کم اس قدر قربانی کرو۔ جس قدر تم نے پہلے سال کی تھی۔ اور انہی اصول پر کرو۔ جو پہلے سال میں نے بتائے تھے۔ یعنی دو دو چار چار روپیہ نہیں۔ بلکہ کم از کم پانچ روپیہ اس تحریک میں دیتے جاویں"۔

پس حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے ان متواتر ارشادات کے ماتحت یہ ضروری ہے۔ کہ ایک شخص کی طرف سے کم از کم پانچ روپیہ کی رقم کا وعدہ ہو۔ کیونکہ پانچ روپیہ سے کم تحریک جدید میں نہیں لئے جاتے۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے تحریک جدید سال پنجم کا اعلان فرماتے ہوئے جب اسکی اس اہمیت کا اظہار فرمایا۔ "تحریک جدید کی قربانیوں میں حصہ لینے والے وہ ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچہزار سپاہیوں والی پیشگوئی کے پورا کرنے والے ہیں۔ اور یہی وہ لوگ ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے اسی طرح مستحق ہوں گے۔ جس طرح بدر کی جنگ میں شامل ہونے والے صحابہ اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے مورد ہوئے"۔

تحریک جدید کی اس اہمیت اور اس کے آنے والے خوشکن نتائج نے مخلصین جماعت کے دل میں یہ شدید خواہش اور تڑپ پیدا کی۔ وہ ضرور اس میں شامل ہوں۔ پس جہاں اس تحریک میں مطابق اصول حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور پیش ہو کر منظور ہوئے۔

وہاں دو تین جماعتوں کی طرف سے ایسی فہرستیں بھی پیش ہوئیں۔ جن میں وعدہ کرنے والے احباب ایسے تھے۔ جن کی طرف سے ایک ایک۔ دو دو۔ تین تین۔ چار چار روپیہ کے وعدے تھے۔ بلکہ ایک جماعت کی مستورات کی طرف سے دو دو چار چار آنہ فی سال کے حساب سے گذشتہ چار سال کے وعدہ میں ایک روپیہ نو آنہ کی رقم بھی درج تھی۔ ایسی فہرستیں جب حضور کے پیش ہوئیں۔ تو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اسے نامنظور فرماتے ہوئے رقم فرمایا۔ کہ یہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ ان کو سمجھایا جائے۔ تا تحریک جدید کی ان کو سمجھ آجائے۔ پس تحریک جدید میں ایک شخص کی طرف سے ایک سال کے لئے کم سے کم پانچ روپیہ کا وعدہ ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر ایک شخص اپنی طرف سے دو دو یا چار چار روپے کا وعدہ کرے۔ تو وہ اسی لئے نہیں لیا جاتا۔ کہ وہ وعدہ تحریک جدید کے اصول کے خلاف ہے۔ تحریک جدید میں شامل ہونے کا اصول اور قانون شروع تحریک سے یہی چلا آرہا ہے۔ کہ وعدہ کرنے والا شخص کم سے کم پانچ روپیہ کا وعدہ کرے۔ جسے وہ ایک سال کے اندر پورا بھی کردے۔ پس بیرون ہند اور ہندوستان کی جماعتوں اور افراد کو یہ نوٹ رکھنا چاہیئے۔ کہ تحریک جدید میں جو وعدہ ایک شخص کی طرف سے کم سے کم پانچ روپیہ کا ہوگا۔ وہی حضور منظور فرماویں گے۔ ایسے احباب جو سال میں پانچ روپیہ بھی دینے کی طاقت اور توفیق نہیں رکھتے۔ وہ وعدہ نہ کریں۔ کیونکہ نہ وہ حضور کے مخاطب اور نہ ان کے ثواب میں کمی۔ اور اللہ تعالےٰ ان کے دلوں سے واقف ہے مگر ایسے احباب کے لئے فرمایا۔ کہ وہ تحریک جدید کی کامیابیوں کے لئے دعائیں کرتے ہوئے اس کمی کا ازالہ کریں۔

ایک جماعت نے حضور کی خدمت میں بعض احباب کے وعدے جو ایک ایک دو دو روپیہ کے تھے۔ پیش کئے۔ تو حضور نے انہیں نامنظور فرمایا۔ تو اطلاع ہونے پر انہوں نے پھر یہ درخواست کی۔ کہ جن افراد کا وعدہ ایک ایک دو دو روپیہ کا ہے۔ ان کا میزان وعدہ 39/-/- کا ہے۔ اس رقم کو بحیثیت جماعت۔ جماعت کی طرف سے حضور منظور فرما دیں۔ تو حضور نے اس پر رقم فرمایا۔ کہ "مجموعی صورت میں وعدہ نہیں لیا جاتا"۔ پس مجموعی وعدہ بحیثیت جماعت بھی نہیں لیا جاتا۔

پس ہندوستان اور بیرون ہند کی جماعتیں اور ان کے افراد یہ بات بحضور دل یاد رکھیں کہ تحریک جدید میں ایک شخص کی طرف سے ایک سال کے لئے وہی وعدہ قبول کیا جاتا ہے۔ جو کم سے کم پانچ روپیہ کا ہو۔ اگر پانچ روپیہ سے کم کا ہو۔ تو وہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ منظور نہیں فرماتے۔ اسلئے کہ تحریک جدید کے اصول کے خلاف ہے۔ بیرون ہند کے جو احباب شامل ہوں۔ ان کو خصوصیت سے یہ یاد رہے۔ کہ ان کا وعدہ ایک شخص کی طرف سے کم سے کم پانچ روپیہ کا ہو۔ زیادہ جس قدر اللہ تعالےٰ ان کو توفیق دے۔ وہ اس کے مطابق اللہ تعالیٰ سے اجر پائیں گے۔ بیرون ہند کے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ بدری صحابہ رضؓ کا مقام حاصل کرنے کے لئے وہ اپنی تحریک جدید کی مالی قربانیوں کو مومنانہ شان سے اپنے امام کے حضور پیش کریں۔ جس سے ان کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پانچ ہزار سپاہیوں والی الہٰی فوج میں آجائے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید۔

## چندہ خاص کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ کے مالی بار کو ہلکا کرنے کے لئے گذشتہ مجلس مشاورت پر فیصلہ ہوا تھا۔ کہ امسال جماعتیں پندرہ ہزار روپیہ چندہ خاص علاوہ مستقل چندوں کے ادا کریں۔ چنانچہ مجلس مشاورت کے فیصلہ کے مطابق بذریعہ اخبار الفضل اور نیز بذریعہ تحریک خاص کئی مرتبہ توجہ دلائی جاچکی ہے۔ کہ ہر ایک شخص سے ایک ماہ کی آمد پر بشرح ۶½ فی صدی چندہ خاص وصول کر کے بھجوایا جاوے لیکن افسوس ہے۔ کہ اس چندہ کی طرف ابھی جماعتوں نے پوری توجہ نہیں کی۔ جس کی وجہ سے اس مد میں بہت کم آمدنی ہوئی ہے۔

اب چونکہ سال تمام میں قریبًا دو ماہ ہی باقی رہ گئے ہیں۔ اس لئے اس اعلان کے ذریعہ احباب اور عہدہ داران جماعت کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ براہ مہربانی اپنے اپنے ذمہ کا چندہ خاص بہت جلد وصول کر کے بھجوا دیں۔ (ناظر بیت المال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# ارزاں اور باموقعہ زمین

(۱) نقشہ ذیل کے قطعات ۳۰ فٹ چوڑی سڑک پر مبلغ ۳۵۰/- کنال اور ۲۰ فٹ چوڑی سڑک پر مبلغ ۲۵۰/- کنال کے حساب سے قابل فروخت ہیں۔ ہر قطعہ کو دونوں طرف سڑک لگتی ہے۔ جیسا کہ نقشہ سے ظاہر ہے۔

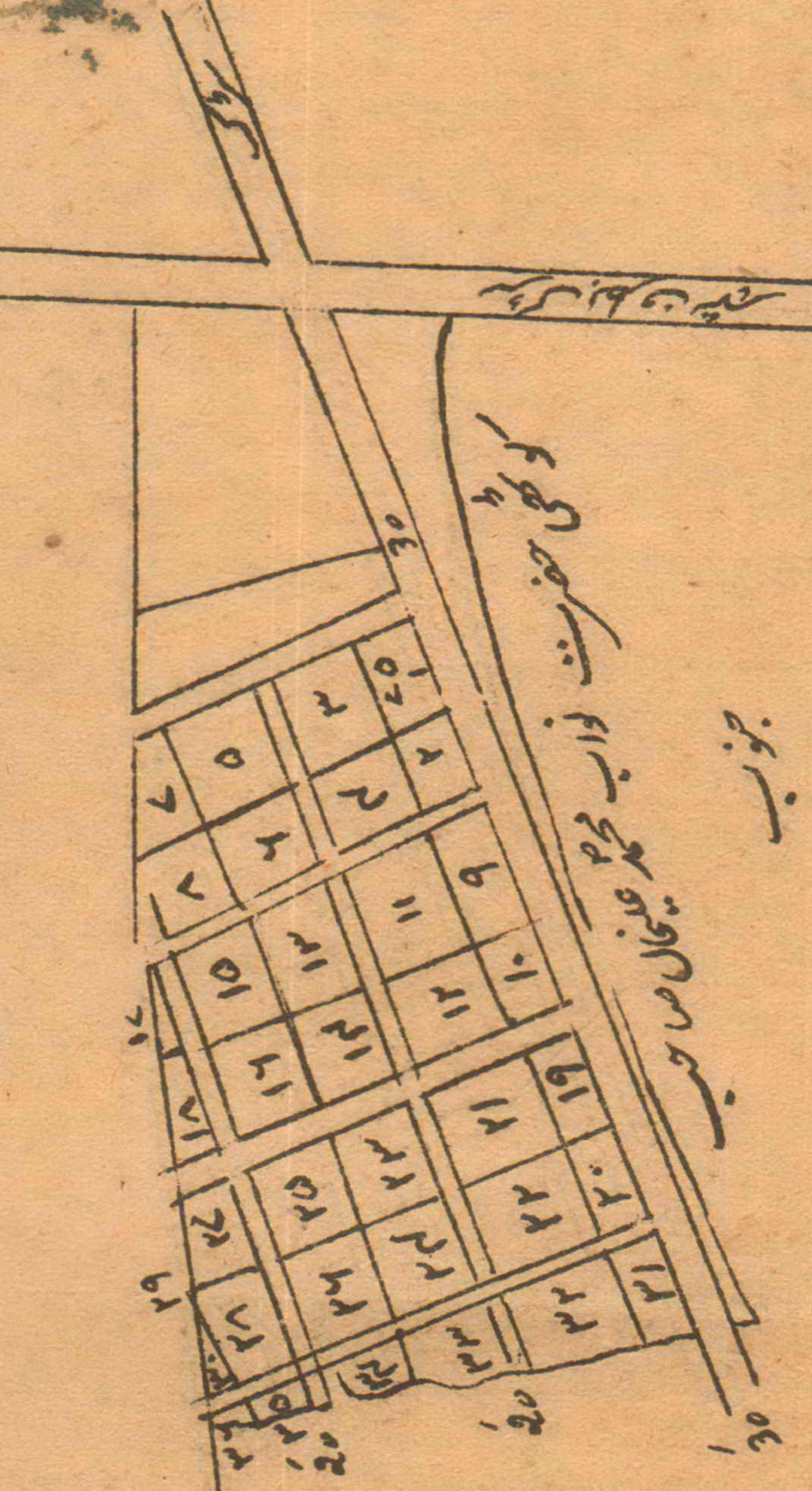


(۲) محلہ دار الفضل غربی میں ایک قطعہ 53 قیمت ۸۰۰/- روپے

(۳) اس کے علاوہ متفرق قطعات مختلف محلہ جات میں بھی قابل فروخت موجود ہیں۔ احباب مشاورت کے ایام میں یا قبل ازاں بذریعہ خط و کتابت فیصلہ کر سکتے ہیں۔

**مینیجر جنرل سروس کمپنی**

# الذیابیطس!

اگر خدانخواستہ آپ یا آپ کا عزیز ہمسایہ مرض ذیابیطس سلس البول بول الدم میں مبتلا ہے۔ یا کسی عورت یا بچہ کو بول فی الفراش کی شکایت ہے۔ تو الذیابیطس منگا کر قدرت خدا کا کرشمہ دیکھئے گا۔ جس کے تین ہفتہ کے استعمال سے بار بار پیشاب کا آنا پیاس کا زیادہ لگنا۔ پانی پیتے ہی پیشاب کی حاجت ہونا۔ پیشاب میں شکر یا کسی دیگر مادہ کا خارج ہونا۔ گھٹنوں پنڈلیوں میں درد عام بدن میں خشکی وغیرہ عوارض مرض قطعی دور ہو کر گردہ و مثانہ اور جگر کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اسکی صداقت میں صرف اسقدر تحریر کرنا کافی ہے۔ کہ اسکا نمونہ منگا کر تجربہ کیجئے گا۔ اگر چوبیس گھنٹے میں حسب تحریر دوا اپنا سحری اثر کر کے پیشاب اور پیاس کے دردوں میں بیحد کمی نہ کرے۔ تو حلفیہ تحریر کرنے پر نمونہ کی قلیل اجرت ۱۴؍ واپس کر دی جائیگی۔ قیمت ۲/۱۴ خوراک ۲۱ یوم چھ روپیہ نمونہ صرف ۱۴؍ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

## بلا نشتر فوتہ بڑھ جانے کی اکسیر دوا بلا اپریشن

نشتر یا اپریشن کی تکلیف سے پہلے آپ اس دوا کو استعمال کیجئے گا۔ جو امراض فوتہ میں خواہ فوتہ میں کوئی تکلیف ہو۔ یعنی فوتہ بڑھ گیا ہو۔ چوٹ لگ گئی ہو۔ آبی ہو یا بادی۔ لحمی ہو یا ریاحی۔ آنت اترتی ہو۔ ریاح غوں غوں بولتی ہو۔ بلا تکلیف کے فائدہ ہوگا۔ ناقص مادہ پسیج پسیج کر رفع ہو جاویگا۔ غرضیکہ یہ دوا امراض فوتہ میں بیحد مفید ہے۔ سینکڑوں لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ تین دن میں یہ دوا اپنا اثر کرتی ہے۔ مگر ۷ یوم تک مسلسل دوائی کا استعمال ضروری ہے۔ ترکیب آسان ہے قیمت فی پیکٹ تین روپے (۳) محصولڈاک بذمہ خریدار نقالوں سے ہوشیار رہیے گا۔ کیونکہ سوائے یہاں کے اور کہیں سے نہیں مل سکتی ہے۔ برسوں سے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ دیگر امراض مخصوصہ خواہ عورتوں کو ہو یا مردوں کو خطوط کے ذریعہ بیحد مجرب دوا ارسال ہوگی۔

ملنے کا پتہ :- **مطب حکیم ظہیر الحسن (میونسپل کمشنر) متھرا (یوپی)**

# سرمہ نور (رجسٹرڈ)

## قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بینظیر تحفہ

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کا نسخہ اور حضور ہی کے مبارک اور بابرکت نام سے وابستہ اطباء۔ ڈاکٹر۔ رؤساء۔ امراء۔ عوام الناس اور قادیان کی بزرگ ہستیوں کو گرویدہ اور گاہکوں کو مجسم اشتہار بنا رہا ہے۔

ضعف بصر۔ ککرے۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ پھولا
پڑبال۔ اندھراتا۔ ناخنہ۔ خارش۔ پانی بہنا۔ سرخی وغیرہ

اور جملہ امراض چشم میں تاثیر اور فوائد کے لحاظ سے اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ نظر کو بڑھاپے تک قائم رکھنے میں بے نظیر ثابت ہو چکا ہے۔

### موتی منجن

پائیوریا اور گوشت خورہ کے لئے تریاق ہے۔ منہ خوشبودار۔ دانتوں کو مضبوط۔ چمکدار۔ کیڑوں کا قاتل۔ غرض کل امراض دندان کا حکمی بینظیر علاج ہے۔ قیمت شیشی اونس چھ آنے

### اکسیر طحال

تلی کا درد۔ سوزش۔ ورم۔ چہرہ و جسم کی زردی قبض۔ بھوک کی کمی۔ بخار کے لئے نہایت مفید ثابت ہو چکی ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عـہ)

### جوارش عنبری

قیمتی و ہر دلعزیز اجزاء کا بے نظیر مرکب خون بڑھانے والا۔ حافظ و اعضاء رئیسہ کو درست دماغی محنت۔ جسمانی تکان۔ بے حسی۔ اور غشی میں اسکی ایک ہی خوراک چست و توانا بنا دیتی ہے۔ ہر موسم ہر مزاج میں عورتوں مردوں سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ قیمت فی شیشی پانچ تولہ چار روپے (للعہ)

### سیلان الرحم

مستورات کی سفید رطوبت کے اخراج اور اس سے پیدا شدہ نقص اور ہر قسم کی کمزوری کو دور کرنے میں شرطیہ اکسیر ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عـہ)

### اکسیر النساء

ماہواری ایام کا کم یا زیادہ آنا ٹھیک وقت پر نہ آنا۔ درد یا تکلیف سے آنا۔ قبض۔ اختناق الرحم۔ اپھارہ وغیرہ کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ۔

### افروز

مغلائی کانٹوں والا پھوڑا شرطیہ بغیر اپریشن نابود۔ داد چنبل۔ خارش اور ہر قسم کے زخموں کا تریاق ہے۔ قیمت شیشی ایک اونس بارہ آنہ نصف اونس سات آنہ

### کشتہ فولاد

مہینوں کی محنت طبی اصول کے مطابق کیمیاوی طریق سے تیار کیا جاتا ہے۔ کمی خون۔ اعضاء رئیسہ کی ہر قسم کی کمزوری کے لئے شرطیہ بیحد مفید ثابت ہو چکا ہے۔ عورتوں مردوں سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ قیمت فی تولہ پانچ روپیہ۔ فی ماشہ آٹھ آنہ

### اکسیر گردہ

متواتر استعمال سے بفضل خدا درد گردہ کو ہمیشہ کے لئے آرام آجاتا ہے۔ پتھری وریگ مثانہ کے لئے بھی مفید ہے۔ قیمت فی شیشی نو آنے

### ست سلاجیت

تمام حکماء کا متفقہ قول ہے۔ کہ ست سلاجیت روح۔ دل۔ دماغ گردہ۔ غرض اعضاء رئیسہ و کمزور اور شکستہ ہڈیوں کے لئے یقیناً مفید ہے۔ قیمت اصلی ست سلاجیت فی تولہ آٹھ آنہ فی چھٹانک دو روپیہ

### قبض کشاء

بلا تکلیف و بدمزگی قبض رفع ہو کر دائمی قبض بھی نہیں رہتی۔ قیمت پچاس گولی۔ آٹھ آنہ

### بچوں کا شربت

بدہضمی۔ پیچش۔ قبض۔ سوکھا۔ دانت نکلنے کی تکلیف بچوں کو خوبصورت بنا کر وزن بھی بڑھاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۴ اونس بارہ آنہ دو اونس سات آنہ

نوٹ :- منی آرڈر یا ٹکٹ بھیج کر آرڈر دینے والوں کو محصولڈاک کی بچت ہوگی

ملنے کا پتہ

**شفاخانہ رفیق حیات متصل منارۃ المسیح قادیان (پنجاب)**

(واللہ محمد بخش سیکرٹری پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر کے چھپ کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے دفتر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)